الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (القرآن)

تذکرۂ مشائخِ قادریہ مجیدیہ

مؤلفہ

محمد تنویر خان قادری

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف (یوپی)

سلسلۂ مطبوعات (113)

کتاب: تذکرہ مشائخ قادریہ مجیدیہ
مؤلف: محمد تنویر خان قادری
طبع اول: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ/نومبر ۲۰۱۴ء

Publisher
TAJUL FUHOOL ACADEMY
(A Unit of Qadri Majeedi Trust)
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla, Budaun-243601 (U.P.) India
Mob.: +91-9897503199, +91-9358563720
E-Mail: qadrimajeeditrust@gmail.com, Website: www.qadri.in

Distributor
Maktaba Jam-e-Noor
422, Matia Mahal, Jama Masjid, Delhi-6
Phone : 011-23281418
Mob. : 0091-9313783691

Distributor
Khwaja Book Depot.
Matia Mahal,
Jama Masjid, Delhi-6
Mob. : 0091-9313086318

انتساب

☆

بدایوں کی سرزمین پرآرام فرمانے والے

ان تمام اولیا و مشائخ

کے نام

جن کے روحانی تصرفات وکمالات

کی بارش

آج بھی جاری ہے اور اہل عقیدت ومحبت کو سیراب کررہی ہے

☆

تنویر خان قادری

عرض ناشر

تاج الفحول اکیڈمی خانقاہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف کا ایک ذیلی ادارہ ہے، جو تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کی سرپرستی میں عزم محکم اور عمل پیہم کے ساتھ تحقیق، تصنیف، ترجمہ اور نشرواشاعت کے میدان میں سرگرم عمل ہے، اکیڈمی کے زیراہتمام اب تک عربی، اردو، ہندی، انگلش، گجراتی اور مراٹھی زبانوں میں تقریباً ۱۱۰ رکتابیں منظر عام پرآ چکی ہیں جو شہید بغداد مولانا اسیدالحق قادری کی نگرانی اور ان کی قائدانہ کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے۔آپ کی شہادت کے بعد اب نشرواشاعت کے یہ سارے امور بحمد اللہ صاحبزادہ مولانا عطیف قادری بدایونی کی نگرانی میں بحسن وخوبی انجام پار ہے ہیں۔زیرنظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

تاج الفحول اکیڈمی کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس نے ہر حلقے اور ہر طبقے کی دلچسپی اور ضرورتوں کے پیش نظر اشاعتی خدمات انجام دی ہیں، خالص علمی اور تحقیقی کتب، ادبی اور شعری نگارشات، عام لوگوں کی تربیت واصلاح کے لیے آسان زبان میں رسائل، اکابر بدایوں کی سیرت وسوانح، باطل افکار ونظریات کے ردوابطال اور مسلک حق کے اثبات میں قدیم وجدید رسائل اور غیر مسلم برادران وطن کے لیے اسلام کے تعارف پر مشتمل سلجھا ہوا دعوتی اور تبلیغی لٹریچر غرض کہ اکیڈمی ان تمام میدانوں میں بیک وقت تحقیقی، تصنیفی اور اشاعتی خدمات انجام دے رہی ہے۔

ابتدا ہی سے تاج الفحول اکیڈمی کے منصوبے میں یہ بات بھی شامل تھی کہ خانوادۂ قادریہ بدایوں شریف اور خانوادۂ قادریہ سے وابستہ علما، مشائخ اور ادبا وشعرا کی قدیم ونایاب تصانیف کو جدید انداز میں منظر عام پر لایا جائے، اور ان عظیم شخصیات کے علوم ومعارف اور ان کی حیات وخدمات سے موجودہ نسل کو روشناس کروایا جائے، بفضلہٖ تعالیٰ اکیڈمی نے اس سمت میں بھی کامیاب کوششیں کی ہیں۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ اکیڈمی کی خدمات قبول فرمائے، ہمیں زیادہ سے زیادہ دینی خدمات کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہمارے اشاعتی منصوبوں کی تکمیل میں آسانیاں پیدا فرمائے۔

محمد عبدالقیوم قادری

جنرل سیکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

خادم خانقاہ قادریہ بدایوں

فہرست مشمولات

۞۞۞

پیش لفظ

بدایوں شریف کا خانوادۂ عثمانیہ محتاج تعارف نہیں۔اس خانوادے کا علمی و روحانی سلسلہ حضرت دانیال قطری سے شروع ہوتا ہے۔اس خانوادے کے اجیالوں نے ہر طرح کی دینی، ملی، سماجی، مسلکی اور معاشرتی تحریکوں میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ قائدانہ کردار ادا کیا۔ظاہر کہ ان تمام خدمات اور تحریکات میں بیک وقت وہی شخص حصہ لے سکتا ہے جو شریعت وطریقت کا جامع ہو۔ الحمدللہ خانوادۂ عثمانیہ کے اکابرین ان دونوں میدانوں کے شہہ سوار نظر آتے ہیں۔

اس خانوادے کے ایک رکن رکین حضرت سیدنا شاہ عین الحق عبدالمجید قادری بدایونی جب ظاہری علوم سے آراستہ ہوئے تو آپ کو ایک پیر کامل کی جستجو ہوئی، تلاش بسیار کے بعد مارہرہ شریف شمس مارہرہ ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں قادری مارہروی قدس سرہٗ کی بارگاہ میں پہنچ کر آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوگئے۔تاعمر آپ کی صحبت میں رہ کر اکتساب فیض کیا یہاں تک ''عین الحق'' کے معزز لقب سے سرفراز کیے گئے۔

مرشد برحق نے تمام سلاسل مبارکہ کی اجازت وخلافت سے نوازا تھا، لہٰذا پیر و مرشد کے وصال مبارک کے بعد بدایوں شریف آکر خانوادۂ قادریہ کی بنیاد رکھی اور اجرائے سلسلہ قادریہ فرمایا۔اس جہت سے آپ بانی سلسلہ قادریہ مجیدیہ ہوئے۔

آپ کے بعد آپ کے اخلاف ذوی الاحترام نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا۔بحمداللہ یہ سلسلہ آج بھی قائم ہے۔فی الوقت اس کی مسند سجادگی پر والد گرامی قدر حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم قادری مدظلہ جلوہ افروز ہیں اور قادری مجیدی فیضان کو عام فرمارہے ہیں۔

عرصۂ دراز سے اس بات کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ خانقاہ قادریہ سے وابستہ اہل عقیدت کو سلسلہ قادریہ کے اکابر ومشائخ کے مختصر حالات سے واقف کرایا جائے۔جس سے ان

بزرگوں کی سوانح کا ایک اجمالی خاکہ ان کے ذہن میں آجائے۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک مختصر سی کتاب ہندی زبان میں لکھ دی جائے۔ اس کام کو عالم ربانی مولانا اسید الحق قادری علیہ الرحمہ نے عزیزم تنویر خان قادری کے سپرد کیا۔ انھوں نے اس کام کو بڑی محنت سے انجام دیا اور یہ کتاب عرس قادری منعقدہ ۱۴۳۵ھ میں شائع ہوئی۔ اب بعض احباب کے اصرار پر کچھ حذف و اضافات کے ساتھ اس کو اردو زبان میں شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان بزرگوں کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔ مؤلف کو اجر جزیل عطا فرمائے اور اس خدمت کو قبول عام بخشے، آمین۔

عطیف قادری بدایونی
خانقاہ قادریہ، بدایوں شریف
یکم محرم الحرام ۱۴۳۶ھ

☆☆☆

سرکارِ دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

ولادت:

سرورِ دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کو مکہ مکرمہ کے ہاشمی گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی پیدائش سے دو ماہ قبل ہی والدِ ماجد کا وصال ہو گیا۔ جب آپ کی عمر شریف چھ سال کی ہوئی تو والدہ ماجدہ کا بھی وصال ہو گیا۔

اس کے بعد آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کی پرورش و تربیت کی۔ چار برس کی عمر تک حضرت دائی حلیمہ نے آپ کو دودھ پلایا۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ کے دادا محترم بھی دنیا سے تشریف لے گئے، لہٰذا آپ ﷺ کی تربیت آپ کے چچا ابوطالب کی آغوش میں ہوئی۔

اللہ رب العزت کا یہ دستور رہا ہے کہ انسانوں کی ہدایت کے لیے اس نے ہر قوم میں الگ الگ انبیا کو پیدا فرمایا تا کہ وہ لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھائے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اور انہی سے انسانوں کا سلسلہ چلا۔ آپ کے بعد پھر انبیا لگاتار آتے رہیں اور لوگوں کو راہِ حق پر گامزن کرتے رہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پانچ سو سال تک زمین پر کوئی پیغمبر نہیں بھیجا گیا۔ اِن پانچ سو سالوں میں دنیا کے ہر خطے میں بہت زیادہ گناہ اور اللہ کی نافرمانیاں ہونے لگیں، لوگوں نے ہدایت کا راستہ چھوڑ کر بت پرستی کرنا شروع کر دی، ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے لگے، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنے کا رواج ہو گیا۔ غرض کہ ہر طرح کے برے کاموں میں لوگ ملوث ہو گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے تقریباً ۵۰۰/سو سال بعد عرب ملک کے مکہ شہر میں اللہ تعالیٰ نے آخری پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

حضور اکرم ﷺ نے ۴۰ رسال کی عمر تک اپنے عظیم کاموں سے لوگوں کے دلوں میں جگہ بنالی۔ مکہ کا نہایت ظالم شخص بھی آپ ﷺ کی تعریف کیا کرتا تھا۔ لوگ جب قافلوں کے ساتھ کسی سفر پر جاتے تھے تو اپنا مال دولت حضرت محمد ﷺ کے پاس امانت کے طور پر رکھ جاتے تھے جو انھیں واپس آنے پر مل جاتا تھا۔ اسی وجہ سے دشمن بھی آپ کو امین اور صادق جیسے القاب سے یاد کیا کرتے تھے۔

۴۰ رسال کی عمر میں حضرت محمد ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا اور پھر آپ نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ ایک ہے، ہر انسان کو چاہیے کہ اس کی عبادت کرے، آپس میں محبت اور بھائی چارگی پیدا کرے، جھوٹ سے پرہیز کرے، سود، شراب اور دیگر حرام کاموں سے دور رہے، عورتوں، بیواؤں، یتیموں کی مدد کرے، حصولِ تعلیم پر زور دے، ظلم وتشدد سے باز رہے، بوڑھوں کی عزت کرے، ماں باپ کی خدمت کرے، بچوں سے محبت کرے، جانوروں پر رحم کرے وغیرہ۔

ازواج مطہرات اور اولاد امجاد:

پچیس سال کی عمر میں آپ ﷺ نے ۴۰ رسالہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا حالانکہ آپ بیوہ ہو چکی تھیں۔ عرب میں بیواؤں کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا تھا، لوگ بیواؤں کو گھروں سے نکال دیتے تھے، اُن کے اپنے بیٹے ہی اُن کے ساتھ بدسلوکی کرتے تھے، اِس کے علاوہ اُن پر بہت ظلم کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک بیوہ سے خود نکاح کر کے اِن بری رسموں کو ختم کر دیا اور اس کے ذریعے بیواؤں کو معاشرے میں عزت بخشی۔

آپ ﷺ کل ۱۱ رنکاح فرمائے۔ آپ کی ازواج مطہرات کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت خدیجہ الکبریٰ (۲) حضرت سودہ (۳) حضرت عائشہ صدیقہ (۴) حضرت حفصہ (۵) حضرت زینب بنت خزیمہ (۶) حضرت ام سلمہ (۷) حضرت زینب بنت جحش (۸) حضرت جویریہ (۹) حضرت ام حبیبہ (۱۰) حضرت صفیہ (۱۱) حضرت میمونہ۔ رضی اللہ عنہن۔

اسی طرح آپ کی اولاد کرام کی تعداد ۷ رہے۔ ان میں ۳ رصاحبزادے اور چار رصاحبزادیاں ہیں:

(۱) حضرت قاسم (۲) حضرت ابراہیم (۳) حضرت عبداللہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

(۴) حضرت زینب (۵) حضرت رقیہ (۶) حضرت ام کلثوم (۷) حضرت فاطمہ۔ رضی اللہ عنہن اجمعین۔

خلفا:

آپ ﷺ کے چار خلفا تھے:

(۱) حضرت ابوبکر صدیق (۲) حضرت عمر فاروق (۳) حضرت عثمان بن عفان (۴) حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اخلاقِ حسنہ:

حضرت خدیجہ کا نکاح جو آنحضرت ﷺ سے ہوا تو آپ اپنے ساتھ ایک کم سن غلام لائیں جن کا نام حضرت زید تھا۔ جب وہ حضرت خدیجہ کے ساتھ ہی رہنے لگے تو آپ ﷺ نے اُنھیں اپنی سرپرستی میں لے لیا اور انھیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا۔

ایک دن حضرت زید کے والد حضرت حارث اور چچا اُنھیں لینے مکہ آئے۔ حضرت حارث نے کہا کہ ''ہم اپنے بیٹے کو لینے آئے ہیں، آپ مہربانی کر کے ہمارا بیٹا زید ہمیں لوٹا دیں''۔ آپ ﷺ نے حضرت زید کو بلایا اور کہا کہ ''تمہارے والد تمہیں لینے آئے ہیں، تم اِن کے ساتھ اپنے گھر چلے جاؤ''۔ حضرت زید نے اپنے والد سے کہا کہ ''مَیں یہاں غلام نہیں ہوں بلکہ ایک بیٹے کی طرح رہ رہا ہوں، آپ ﷺ نے مجھے اپنا غلام نہیں بلکہ بیٹا بنا لیا ہے اور یہ اتنے عظیم شخص ہیں کہ مَیں انھیں چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا''۔

اِسلام سے پہلے پوری دنیا میں غلام بنانے کا رواج تھا۔ غریب آدمیوں کو خرید کر اُن سے سخت اور مشکل کام کروائے جاتے تھے، ان پر طرح طرح کے ظلم کیے جاتے تھے اور اُن کے ساتھ جانوروں کی طرح سلوک کیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک غلام کو اپنا بیٹا بنا کر دنیا کے سامنے یہ ظاہر فرما دیا کہ کوئی انسان دنیا میں غلام بن کر زندگی گزارنے نہیں آیا۔ اگر وہ غریب ہے تو اُس سے بھائی، بیٹے کی طرح محبت کرنا چاہیے اور اُسے آزاد کر دینا چاہیے۔

مکہ کی ایک گلی میں ایک بڑھیا رہتی تھی جسے آپ ﷺ سے بہت بغض و عناد تھا۔ جب بھی آپ اس کی گلی سے گزرتے تو وہ آپ کے اوپر کوڑا کرکٹ ڈال دیا کرتی تھی۔ آپ اس سے کچھ نہیں فرماتے اور روزانہ اس تکلیف کو برداشت کر لیتے۔ ایک مرتبہ آپ اُس گلی سے گزرے تو آپ پر

اُس بڑھیا نے کوڑا نہیں ڈالا۔ آپ نے بڑھیا کے گھر کے پاس ایک شخص سے پوچھا کہ ''بھائی اِس گھر میں ایک خاتون رہتی تھیں، آپ کو اُن کے بارے میں معلوم ہے؟'' اُس آدمی نے کہا کہ ''وہ عورت بیمار ہے''۔ آپ ﷺ یہ سن کر اُس کے دروازے پر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا، اندر سے آواز آئی، کون؟ آپ نے کہا ''مَیں محمد ہوں، مجھے پتہ چلا کہ آپ کی طبیعت خراب ہے تو دیکھنے آیا ہوں''۔ اندر سے آواز آئی، آپ اندر آ جائیے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ بوڑھی عورت جو آپ پر کوڑا اڈالتی تھی، ایک پلنگ پر بیماری کی حالت میں لیٹی ہوئی ہے۔ آپ پلنگ کے پاس جا کر بیٹھ گئے۔ آپ نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور کہا ''اے اللہ! اِن خاتون کو صحت عطا فرما''۔ آپ ﷺ کا یہ بہترین اخلاق دیکھ کر وہ بوڑھی عورت رونے لگی اور اپنے کیے پر بہت شرمندہ ہوئی۔ اُس نے کہا ''محمد! مجھے یقین ہو گیا آپ اللہ کے رسول ہیں''۔ یہ کہتے ہوئے اُس نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ مَیں پورے دس برس حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رہا مگر آپ نے کبھی کسی کام پر اف تک نہیں کہا اور اگر مَیں نے کوئی کام نہیں کیا تو کبھی نہیں پوچھا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

آپ نے ہمیں یہ بھی تعلیم دی کہ اگر کئی بچے مل کر کھیل رہے ہوں اور ان میں کوئی یتیم بھی ہو تو کبھی اپنے بچے کو بیٹا کہہ کر نہ پکارو، کہیں اس یتیم بچے کو اپنے والد کے نہ ہونے کا احساس نہ ہو جائے۔

آپ ﷺ اپنے کسی صحابی یا پڑوسی کو اگر تین دن تک نہ دیکھتے تو اُس کے بارے میں پوچھتے، اگر پتہ چل جاتا کہ وہ سفر پر گیا ہے تو اُس کے لیے دعا کرتے اور گھر پر ہوتا تو اُس سے ملنے کے لیے جاتے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی بندہ کسی بیمار بھائی کو دیکھنے کے لیے جاتا ہے تو گویا لوٹنے تک وہ جنت کے باغات میں ہوتا ہے۔

ایک دن آپ ﷺ نے ایک کرتا زیب تن فرمایا۔ کسی صحابی نے عرض کی ''یا رسول اللہ! یہ کرتا مجھے دے دیجیے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے وہ کرتا اُتار کر ان کو عطا فرما دیا۔

مشہور شاعر فرزدق کہتا ہے:

مَـا قَـالَ لَا قَـطُّ اِلّا فِـیْ تَشَهُّـدِهٖ   لَـوْلَا التَّشَهُّـدُ كَـانَـتْ لَاءُ ہٗ نَعَمُ

ترجمہ: آپ نے تشہد میں ''اشہد ان لا الٰہ الا اللہ'' کہنے کے علاوہ کبھی ''لا'' (نہیں) نہیں فرمایا، اگر تشہد نہ ہوتا تو آپ کا یہ لا (نہیں) بھی ''نعم'' (ہاں) ہوتا۔ یعنی کسی مانگنے والے کے جواب میں آپ کی زبان سے کبھی ''نہیں'' نہ نکلا۔

اس کے علاوہ بے شمار واقعات احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں۔

فتح مکہ کا واقعہ:

مکہ کے مشرکین نے آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب پر بے حد ظلم کیے، یہاں تک کہ اُنھیں مکہ سے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ ایک دن جب مسلمانوں نے مکہ پر فتح حاصل کر لی تو مکہ کے مشرکین اپنے گھروں میں چھپ گئے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ اب مسلمان ہم سے اپنے اوپر کیے گئے ظلموں کا بدلہ لیں گے، ہمیں قتل کریں گے، ہمارے گھروں کو لوٹیں گے، ہمیں بے عزت کریں گے اور ان پر کیے ہوئے مظالم کا بدلہ لیں گے۔

تاریخ میں آتا ہے کہ جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو فرمایا ''اے اہل مکہ! بتاؤ مَیں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟'' اہل مکہ نے جواباً کہا ''ہم آپ سے اپنی حفاظت کی اُمید رکھتے ہیں۔ آپ کرم فرمانے والے بھائی ہیں''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''آج تم پر کسی بھی طرح کی سختی نہیں کی جائے گی۔ مَیں تو یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر دے، وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑا رحم کرنے والا ہے''۔ آپ ﷺ کی رحم دلی دیکھ کر مکہ والے اپنے گھروں سے نکل آئے اور اسلام قبول کر لیا۔

آپ چونکہ رحمۃ للعالمین اور معلم کائنات بن کر اس دنیا میں تشریف لائے لہٰذا آپ نے انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں اور بے جان چیزوں کا بھی خیال رکھا اور جانوروں پر بھی رحم کرنے کی تاکید فرمائی اور اجر و ثواب کی خوش خبری بھی دی۔

بخاری شریف میں ہے:

رسول اکرم نے ارشاد فرمایا ایک شخص راستے سے جا رہا تھا، اسے راستے میں بہت پیاس محسوس ہوئی، وہ ایک کنویں کے پاس آیا اور پانی پی کر اپنی پیاس بجھالی۔ اچانک دیکھا کہ ایک کتا پیاس

کی وجہ سے گیلی مٹی میں منہ ڈال کراسے چاٹ رہا ہے۔اس شخص کو کتے پر رحم آ گیا،اس نے اپنے چمڑے کے خف میں بہ مشکل تمام پانی بھر کر کتے کو پلایا۔اس کے بعد اس نے اللہ کا شکرادا کیا تو اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

ایک سفر میں ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہماری نظر ایک چھوٹی سی چڑیا پر پڑی،جس کے چھوٹے چھوٹے دو بچے بھی تھے۔ ہم نے اُن بچوں کو پکڑ لیا۔ وہ چڑیا آئی اور ہمارے سر پر منڈ لانے لگی،اتنے میں آپ ﷺ تشریف لے آئے۔آپ نے فرمایا ''اِس چڑیا کے بچوں کوفوراً واپس اُن کی جگہ پر رکھ دو''۔

ایک بار ہم نے چیونٹیوں کے بہت سے سوراخ دیکھے جہاں بے شمار چینٹیاں تھیں،ہم نے وہاں آگ لگا دی۔آپ ﷺ نے جب یہ دیکھا تو فرمایا کہ ''کس نے ان کو آگ سے جلایا ہے؟'' ہم نے کہا ''یارسول اللہ! ہم نے یہ آگ لگائی ہے''۔آپ نے فرمایا ''آگ کے پیدا کرنے والے خدا کے سوا کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ کسی جاندار کو آگ کی سزا دے''۔

وصال:

آپ ﷺ کا وصال شریف بتاریخ ۱۲/ربیع الاول ۱۱ھ/۶۳۲ء کو ہوا۔آپ ﷺ کا مزارِاقدس مدینہ شریف میں ہے۔

☆☆☆

امیر المومنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

ولادت:

خلیفہ ثالث حضرت علی مرتضیٰ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ۵۹۹ء کو ہوئی۔ آپ کے والد کا نام ابوطالب اور دادا کا نام عبدالمطلب تھا۔ والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپ سرورِ کائنات ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن، ابوتراب اور القاب مرتضیٰ، اسداللہ اور حیدر ہیں۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے جب اپنے خاندان والوں کو اسلام کی دعوت دی تو سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا، مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا۔

نکاح:

آپ کی شادی حضورِ اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ آپ سے تین بیٹے حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت محسن رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ کی کئی شادیاں ہوئیں۔

فضائل:

آپ نہایت بہادر اور راہِ حق کے جاں نثار تھے۔ آپ کی بہادری کی بنا پر حضور ﷺ نے اسد اللہ الغالب (شیرِ خدا) کے لقب سے نوازا۔

آپ تمام غزوات میں سوائے تبوک کے حضور ﷺ کے ساتھ رہے۔

جنگِ خیبر میں ایک دن رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "مَیں کل اسلامی پرچم اُس شخص کے حوالے کروں گا جس کے ہاتھ سے ان شاء اللہ خیبر فتح ہو جائے گا، وہ شخص اللہ اور اُس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول بھی اُس سے راضی ہے"۔ رات کو صحابۂ کرام اِس بات پر

بہت غور کرتے رہے کہ دیکھیے کل عَلَم کس کو سونپا جائے؟

صبح ہوئی تو ہر شخص رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہر ایک کے دل میں یہی خواہش تھی کہ پرچم اُسے سونپ دیا جائے۔ جب تمام صحابۂ کرام جمع ہوئے تو رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ''علی کہاں ہیں؟'' صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ''وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں، اِس وجہ سے حاضرِ خدمت نہ ہو سکے''۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''اُنھیں فوراً بلاؤ''۔ جب حضرت علی تشریف لائے تو سرورِ کائنات ﷺ نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگا دیا، جس سے آپ کی آنکھیں فوراً اچھی ہو گئیں۔ حضور ﷺ نے آپ کو پرچم سونپ دیا۔ خونریز جنگ کے بعد خیبر فتح ہوا اور حضرت علی فاتح خیبر کہلائے۔

خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''کوئی آیت ایسی نہیں جس کے متعلق مجھے علم نہ ہو کہ وہ کس کے متعلق اور کہاں نازل ہوئی''۔

یمن کی طرف حضور اکرم ﷺ نے جب آپ کو قاضی بنا کر بھیجا تو سینے پر دستِ مبارک رکھ کر یہ دعا دی: ''اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت دے اور زبان کو ثبات''۔ اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ کسی مقدمے میں آپ کی رائے خلافِ صواب نہ ہوئی۔ فیصلے میں آپ ضرب المثل تھے۔ زہد و تقویٰ اس درجے تھا کہ کبھی آپ شرک و بت پرستی کے قریب نہ گئے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''جس نے علی کو تکلیف پہنچائی گویا اُس نے مجھے تکلیف پہنچائی''۔

شہادت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ ۱۷/رمضان ۴۰ھ کو فجر کی نماز کے لیے گھر سے مسجد کی طرف جا رہے تھے، راستے میں ابنِ ملجم نے اچانک آپ پر تلوار سے حملہ کر دیا، حملہ اتنا شدید تھا کہ آپ کا سر مبارک بری طرح زخمی ہو گیا۔ آخر کار ۲۱/رمضان ۴۰ھ کو آپ کا وصال مبارک ہو گیا۔ حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا۔ مرقد انور نجف اشرف میں واقع ہے۔

☆☆☆

سید الشہدا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

ولادت اور اسم مبارک:

آپ کا نام حضرت حسین اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔آپ کی ولادت ۵/شعبان ۴ھ کو ہوئی۔

فضائل:

حضور اکرم ﷺ آپ سے بڑی محبت فرمایا کرتے تھے۔رسولِ اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ حسین مجھ سے ہے اور مَیں حسین سے ہوں (یعنی حسین سے میری اور میرے دین کی پہچان بنے گی) اے اللہ جس نے حسین سے محبت کی تو بھی ان سے محبت فرما۔

ایک حدیث میں فرمایا: حسن اور حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

سخاوت:

آپ بہت متقی، سخی اور رحم دل تھے۔ جو کچھ گھر میں ہوتا مانگنے والوں کو عطا کر دیتے تھے۔ایک مرتبہ امام حسن و امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کو تشریف لے جا رہے تھے۔جس اونٹ پر کھانے پینے کا سامان لدا ہوا تھا وہ کہیں پیچھے رہ گیا تھا۔راستے میں ایک بڑھیا کی جھونپڑی دیکھی اُس وقت سبھی حضرات بھوکے پیاسے تھے۔ بڑھیا سے پوچھا ''بڑی بی! کچھ کھانے پینے کو ہے؟'' بڑھیا نے کہا'' بکری ہے، اِسے ذبح کر کے کھانا بنایا جا سکتا ہے''۔ پھر وہی بکری ذبح کی گئی اور کھانا تیار کیا گیا۔تینوں حضرات نے کھانا کھایا، جاتے وقت فرمایا'' ہم قریش خاندان کے ہیں،تم ہمارے پاس آنا ہم تمہاری ہر طرح سے مدد کریں گے''، یہ کہہ کر چلے گئے۔ جب بڑھیا کا شوہر گھر آیا تو اُس نے ساری بات بتائی۔ وہ ناراض ہو کر کہنے لگا'' تو نے بکری اُن لوگوں کو کھلا دی جنھیں تو جانتی بھی نہیں ہے''۔ کچھ دنوں بعد مفلسی کی وجہ سے وہ دونوں مدینے آ کر اونٹ کی مینگنی سے بنے کنڈے بیچنے لگے۔ جب اُس بڑھیا کا گزر امام حسن کے گھر کے سامنے سے ہوا تو اُسے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پہچان لیا۔اُس سے کہا'' بی بی آپ مجھے پہچانتی ہیں؟'' اُس نے کہا''نہیں''، آپ نے

فرمایا ''مَیں وہ شخص ہوں جس کی خاطر تم نے اپنی بکری ذبح کر دی تھی''۔ تب بڑھیا نے اُنھیں پہچان لیا۔ حضرت امام حسن نے ایک غلام کے ساتھ بڑھیا کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ حضرت امام حسین نے فرمایا ''بھائی حسن نے تمھیں کیا دیا؟'' اُس نے کہا ''ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار دیے ہیں''۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار دینار دے کر رخصت کیا اور غلام سے کہا کہ انھیں عبداللہ بن جعفر کے پاس بھی لے جانا۔ وہ غلام بڑھیا کو حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس لے گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے پوچھا ''دونوں بھائیوں نے تمھیں کیا عنایت کیا ہے؟'' اُس نے کہا ''دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے ہیں''۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے اُسے دو ہزار بکریاں اور دو ہزار دینار عطا فرمائے۔ جب بڑھیا کئی ہزار بکریاں اور دینار لے کر اپنے شوہر کے پاس پہنچی تو اُس نے کہا کہ ''اتنی بکریاں اور دولت کہاں سے ملی؟'' اُس نے کہا یہ انعام اُسی سخی گھرانے سے ملا ہے جن کی خاطر میں نے ایک بکری ذبح کی تھی۔

اولاد اطہار:

حضرت امام حسین کے چھ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ حضرت زین العابدین کے علاوہ سبھی صاحبزادے کربلا میں شہید ہو گئے۔

(۱) حضرت علی اکبر، (۲) حضرت علی (زین العابدین)، (۳) حضرت عبداللہ، (۴) حضرت محمد، (۵) حضرت جعفر، (۶) حضرت علی اصغر۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

شہادت:

یزید ایک مغرور شخص تھا جو یہ چاہتا تھا کہ حضرت امام حسین اُس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اُسے مسلمانوں کا امیر تسلیم کر لیں۔ مگر حضرت امام حسین نے اُس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ مدینہ چھوڑ کر کوفہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت بھی تھے۔ حضرت امام حسین کے ساتھ کوئی فوج نہ تھی، نہ ہی جنگی سامان۔ صرف خاندان کے ۷۲؍ لوگ تھے۔ اُن میں بھی کچھ بوڑھے اور عورتیں تھیں۔ یزیدیوں نے کربلا کے مقام پر ان کو دھوکے سے بلا کر گرفتار کر لیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بہت کہا کہ ہم یہاں سے کہیں دور چلے جائیں گے مگر اُن ظالموں نے اُن کی ایک نہ سنی۔ اپنے نانا جان حضور ﷺ کا واسطہ دیا، مگر انھوں نے رحم نہیں کیا، سوائے حضرت حُر کے ایک ایک کر کے سبھی لوگوں کو شہید کر دیا اور ۱۰؍ محرم ۶۰ھ بروز جمعہ کو حضرت امام حسین کو بھی شہید کر دیا گیا۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

ولادت وتربیت:

آپ کی ولادت ۵رشعبان ۳۸ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔آپ کا نام علی اور لقب زین العابدین ہے۔ دو سال تک آپ نے اپنے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آغوش میں پرورش پائی۔اُس کے بعد اپنے تایا حضرت امام حسن اور والد ماجد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تربیت میں علومِ معرفت کی منزلیں طے کیں۔

آپ کے والد کا نام حضرت امام حسین اور والدہ کا نام شہر بانو ہے جو ایران کے بادشاہ یزدجرد کی بیٹی تھیں۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں جب فارس (ایران) فتح ہوا تو اُس کے بادشاہ کی تینوں بیٹیاں ایران سے مدینہ لائی گئیں،جنھیں حضرت علی نے لے لیا۔اُن کے مرتبہ کو دیکھتے ہوئے ایک کی شادی اپنے بیٹے حضرت امام حسین سے کر دی، دوسری کی شادی حضرت محمد بن ابوبکر صدیق سے اور تیسری کی شادی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

اولادِ کرام:

آپ کے دس بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔۱۔حضرت محمد لقب باقر،۲۔حضرت زید،۳۔حضرت عمران،۴۔حضرت عبداللہ، ۵۔حضرت حسن، ٦۔حضرت حسین، ۷۔حضرت حسین اصغر، ۸۔حضرت عبدالرحمٰن،۹۔حضرت سلیمان،۱۰۔حضرت علی۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

سخاوت اور دریادلی:

امام زین العابدین کی سخاوت، فیاضی، دریا دلی اور مخلوق خدا کی خدمت و مدد کے سلسلے میں بہت واقعات ملتے ہیں۔امام زین العابدین سخاوت و فیاضی میں اپنے اجداد کے سچے وارث تھے۔غربا پروری کا یہ عالم تھا کہ مدینہ منورہ میں آپ ۱۰۰رغریب گھروں کی کفالت کیا کرتے تھے اور وہ بھی اس شان سے کہ کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی تھی، حتیٰ کہ جن لوگوں تک آپ کھانے پینے کا سامان پہنچاتے تھے ان کو بھی خبر نہیں تھی کہ یہ سامان کون پہنچاتا ہے۔آپ رات کے اندھیرے

میں غریبوں کے گھر سامان پہنچاتے تھے۔ جب آپ کا وصال ہوا تو اس کے بعد سے رات میں سامان آنا بند ہو گیا، اس سے لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ نیک بندہ جو رات میں ہمارے لیے خاموشی سے سامان لایا کرتا تھا امام زین العابدین تھے۔

وصال کے بعد جب آپ کو غسل دیا گیا تو غسل دینے والوں نے پیٹھ کی طرف کندھوں کے بیچ میں ایک نشان دیکھا، جس سے معلوم ہوا کہ آپ رات میں آٹے کی بوری کندھے پر لاد کر نکلتے تھے اور غریبوں میں تقسیم کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی پیٹھ پر نشان بن گیا ہے۔

خوفِ الٰہی:

آپ بہت عبادت گزار تھے۔ بڑے صابر و شاکر تھے۔ کربلا کا دردناک واقعہ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا۔ آپ ہر وقت کربلا کے خونریز منظر کو یاد کر کے آنسو بہاتے۔ آپ کا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان ہو گیا۔ نہ والد کا سایہ، نہ ماں کی محبت، سارے بھائی جدا ہو گئے، سب کچھ ختم ہو گیا۔ پھر بھی آپ صبر کر کے صرف اپنے رب کو ہی یاد کرتے رہتے تھے۔

آپ جب وضو کرتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو جسم کانپتا رہتا تھا۔ آپ سے لوگ پوچھتے کہ اے آلِ رسول! نماز کے وقت آپ کی یہ کیا حالت ہوتی ہے؟ آپ فرماتے ''لوگو! نماز اللہ کے حضور پیشی کا وقت ہے۔ کون ایسا نادان انسان ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی پیشی کے وقت ہنستا ہو''۔

ایک مرتبہ آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ آپ نے جب احرام باندھا تو لبیک نہیں پڑھا، لوگوں نے کہا ''حضرت آپ لبیک نہیں کہہ رہے ہیں''، آپ نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا ''مجھے خوف معلوم ہوتا ہے کہ مَیں لبیک کہوں اور خدا کی جانب سے لا لبیک کی آواز آ جائے۔ یہ صدا نہ سنائی پڑ جائے کہ تیری حاضری قبول نہیں''۔ لوگوں نے عرض کیا ''حضور! بغیر لبیک پڑھے ہوئے آپ کا حج کیسے ہوگا؟'' تو آپ نے بلند آواز سے لبیک اللھم لبیک پڑھا۔ پڑھتے ہی آپ بری طرح کانپنے لگے اور بے ہوش ہو کر اونٹ کی پیٹھ سے زمین پر گر پڑے۔ جب ہوش آتا لبیک پڑھتے پھر بے ہوش ہو جاتے۔ اسی طرح حج ادا فرمایا۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۸ر محرم ۹۴ھ کو ہوا۔ مزار شریف جنت البقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ

ولادت وتربیت:

آپ کا نام محمد بن زین العابدین، کنیت ابوجعفر اور لقب امام باقر ہے۔آپ کی ولادت ۵۷ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حدیث کی تعلیم اپنے والد حضرت زین العابدین، حضرت ابن عباس، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہم اور حضرت عائشہ، حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہما سے حاصل کی۔

اولاد امجاد:

آپ کی اولاد میں ۶/صاحبزادے اور ایک صاحبزادی شامل ہیں: (۱) حضرت ابوعبداللہ (۲) حضرت امام جعفر صادق (۳) حضرت عبداللہ (۴) حضرت ابراہیم (۵) حضرت عبداللہ (۶) حضرت علی (۷) حضرت زینب۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا:

آپ بلند آواز میں رب کے حضور یہ دعا کیا کرتے تھے، اے میرے اللہ! رات آگئی اور دنیا کے تمام حکمرانوں کا تصرف ختم ہوگیا۔آسمان پر ستارے نکل آئے، لوگوں کا شور وغل خاموشی میں بدل گیا۔آنکھیں نیند سے بند ہونے لگیں تو لوگ بنی اُمیہ کے دروازوں سے مانگنے لگے اور اپنی خواہشات کو لیے واپس ہوئے۔لیکن اے میرے رب! تجھے سب کچھ معلوم ہے، تو سب کچھ دیکھتا ہے، تجھے نیند نہیں آتی ہے۔ جو شخص ان صفات کے باوجود تجھے پہچاننے سے قاصر ہے وہ کسی نعمت کے قابل نہیں۔ تیری رحمت کے دروازے اُس شخص پر کھلے ہیں جو تیرے حضور میں دعا کرتا ہے اور تیری رحمت کے دروازے اُس پر نچھاور ہیں جو تیری حمد وثنا کرے۔

خشیت الٰہی:

آپ نہایت عابد وزاہد، متقی وپرہیزگار اور اللہ کے نہایت مقرب بندے تھے۔ حضرت

جعفر صادق فرماتے ہیں کہ ''میرے والدمحترم اکثر رات میں رویا کرتے تھے اور اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑا کر کہتے کہ اے پروردگار تو نے مجھے نیک کاموں کا حکم دیا ہے مگر مَیں نے اس پر عمل نہیں کیا اور تو نے مجھے برے کاموں سے بچنے کا حکم فرمایا ہے مگر مَیں باز نہیں آیا، لٰہذا مَیں تیری بارگاہ میں ایک گناہ گار بندے کی حیثیت سے کھڑا ہوں اور اپنے گناہوں کا اقرار کر رہا ہوں اور میرے پاس کوئی عذر بھی نہیں ہے''۔

وصال: آپ کا وصال ۷/ذی الحجہ ۱۱۵ھ کو ہوا۔ آپ کی وصیت تھی کہ مَیں جن کپڑوں میں نماز پڑھتا ہوں ان ہی کپڑوں میں مجھے کفن دیا جائے۔ لٰہذا امام جعفر صادق نے آپ کی وصیت پر عمل کیا اور اپنے ہاتھوں سے غسل بھی دیا۔ مزار شریف جنت البقیع شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کا نام جعفر اور لقب صادق ہے۔آپ کی ولادت ۱۷ربیع الاول ۸۰ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔آپ کے والد کا نام حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ ہے اور والدہ کا نام اُمِ فروہ ہے۔ حضرت اُمِ فروہ حضرت قاسم کی بیٹی ہیں اور حضرت قاسم حضرت اسما بنت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔

اولاد:

آپ کے چھ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہوئی۔صاحبزادوں کے نام اس طرح ہیں:

۱۔حضرت اسماعیل،۲۔حضرت محمد،۳۔حضرت علی،۴۔حضرت عبداللہ،۵۔حضرت اسحاق، ۶۔حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ علیہم اجمعین۔

فضائل:

آپ بڑے فقیہ، عالم، عابد، زاہد اور حق پسند تھے۔ایک مرتبہ خلیفہ منصور پر مکھی بیٹھ گئی اس نے مکھی کو ہاتھ سے دور کر دیا۔وہ پھر آ کر بیٹھ گئی یہاں تک کہ مکھی نے اسے پریشان کر دیا۔اچانک حضرت جعفر صادق تشریف لائے۔خلیفہ نے سوال کیا کہ ''اے ابوعبداللہ! اللہ نے مکھی کیوں پیدا فرمائی؟'' آپ نے فوراً ارشاد فرمایا'' تاکہ وہ مکھی کے ذریعے سے ظالم و جابر حکمرانوں کو ذلیل کرے''۔

فکر آخرت:

ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ اہل بیت میں سے ہیں اس لیے مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔یہ سن کر آپ خاموش رہے۔حضرت داؤد طائی نے دوبارہ کہا کہ حضرت اہل بیت ہونے کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو فضیلت بخشی

ہے اس لحاظ سے نصیحت کرنا آپ کو بہت ضروری ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا ''مجھے تو یہی خوف لگا ہوا ہے کہ روزِ محشر کہیں میرے جدِ اعلیٰ حضورِ اکرم ﷺ ہاتھ پکڑ کر یہ سوال نہ کریں کہ تو نے خود میری اتباع کیوں نہیں کی؟ اس لیے کہ نجات کا تعلق نسب سے نہیں بلکہ اعمالِ صالحہ سے ہے''۔ یہ سن کر حضرت داؤد طائی کو بہت عبرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ جب اہل بیت پر خوف کا عالم یہ ہے تو مَیں کس گنتی میں آتا ہوں اور کس چیز پر فخر کر سکتا ہوں

امام مالک فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے آپ کو ہمیشہ تین خصلتوں کے ساتھ دیکھا۔ یا تو روزے کی حالت میں، یا قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے یا پھر مال خرچ کرتے ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے۔

حکمت:

آپ نے فرمایا کہ پانچ طرح کے لوگوں سے دور رہنا چاہیے:

(۱) جھوٹے سے، کیونکہ اس کا ساتھ فریب میں شامل کر دیتا ہے۔

(۲) بے وقوف سے، کیونکہ جس قدر وہ بھلائی پہنچائے گا اُسی قدر نقصان بھی ہوگا۔

(۳) کنجوس سے، کیونکہ اس کی صحبت سے بہترین وقت برباد ہو جائے گا۔

(۴) بزدل سے، کیونکہ یہ وقت پڑنے پر ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

(۵) فاسق سے، کیونکہ یہ مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

خلفا:

(۱) حضرت موسیٰ کاظم، (۲) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ (۳) حضرت سلطان بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ۔

وصال:

آپ کو ۱۵ ررجب ۱۴۸ھ کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔ مزار شریف مدینہ منورہ میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کا نام موسیٰ اور لقب کاظم ہے۔ ۷ رصفر المظفر ۱۲۸ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور والدہ کا نام حضرت اُم ولد بی بی حمیدہ ہے۔

اولاد:

آپ کے بیس صاحبزادے اور اٹھارہ صاحبزادیاں کئی بیویوں سے تھیں۔ صاحبزادوں میں حضرت علی رضا سب سے بڑے تھے۔

خلفا:

حضرت امام علی رضا، حضرت شیخ مطلی رضی اللہ عنہ

فضائل:

پریشانی کے عالم میں لوگ آپ کے پاس آتے تھے۔ آپ اُن کے لیے دعا فرماتے۔ آپ دُعا کے بعد اللہ تعالیٰ اُن کی پریشانیوں کو دور فرما دیتا تھا۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف اجابتِ دعا کے لیے تریاقِ اعظم کی حیثیت رکھتی ہے۔

آپ کے والد حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میرے سبھی بیٹوں میں موسیٰ کاظم سب سے بہترین فرزند ہیں۔

عبادت وسخاوت:

آپ بہت عبادت گزار تھے۔ آپ کے صبر کا عالم یہ تھا کہ آپ کا لقب ہی کاظم ہو گیا، (کاظم کا مطلب ہے غصہ پی جانے والا)۔ ایک مرتبہ آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے، رات کے بالکل

ابتدائی حصے میں سجدہ ریز ہوئے اور کہنے لگے کہ ''اے میرے پروردگار! اے مغفرت فرمانے والے! میرے گناہ بہت ہوگئے لہٰذا تو مجھ کو معاف فرمادے''۔ یہاں تک کہ آپ صبح تک حالت سجدہ میں یہی دہراتے رہے۔

سخاوت کا عالم یہ تھا مدینے کے فقرا کو تلاش کر کے ہر ایک کو رات کے اندھیرے میں اشرفی وغیرہ پہنچایا کرتے تھے اور وہ یہی سوچتے رہتے کہ نہ جانے کہاں سے آئی ہے اور کس نے بھیجی ہے۔ بھیجنے والے سے اپنا نام پوشیدہ رکھواتے تھے۔

وصال:

آپ کو کھجور میں ملا کر زہر دیا گیا تھا۔ کھجور کھانے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ دشمنوں نے مجھے زہر دیا ہے، کل میرا بدن پیلا پڑ جائے گا، پرسوں سرخ اور سیاہ ہو جائے گا اور پھر میری وفات ہو جائے گی۔ ۵/رجب ۱۸۳ھ بروز جمعہ آپ کا وصال ہوا۔ مزار شریف بغداد معلیٰ میں واقع ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا امام علی رضا رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کا نام علی بن موسیٰ کاظم، کنیت ابوالحسن اور القاب صابر، زکی، ضامن، مرتضٰی، رضا ہیں۔آپ کی ولادت مدینہ منورہ میں ۱۱/ربیع الاول ۱۵۳ھ کو ہوئی۔

تعلیم:

آپ بہت بڑے عالم تھے۔آپ علم وفضل کو دیکھ کر خلیفہ مامون رشید اپنی صاحبزادی کی آپ سے شادی کرنا چاہی تو بنوعباس کو یہ بات بہتر نہ لگی، اُنھوں نے سوچا کہ اُن کے والد کی طرح انھیں بھی اپنا ولی عہد نہ بنادے۔ مامون نے عباسیوں سے کہا کہ میں نے اِن کو علم وفضل اور حلم میں ممتاز ہونے کی وجہ سے پسند کیا۔بنوعباس اُن کے اوصاف کے بارے میں بحث کرنے لگے۔ آخر عباسیوں نے مناظرے کی ٹھان لی۔ایک عالم یحییٰ بن اکثم سے مناظرہ ہوا۔آپ نے اُس کے ہر سوال کا دلیلوں کے ساتھ جواب دیا۔مگر وہ آپ کے سوالوں کے جواب نہیں دے سکا۔ مامون نے بنی عباس سے کہادیکھ لیا آپ لوگوں نے، اُس کے بعد اپنی بیٹی سے آپ کا نکاح کردیا۔

اسی طرح تاریخ میں آتا ہے کہ آپ نے جوانی کے عالم میں فتویٰ دیا جس کی وجہ سے خلیفہ مامون رشید نے آپ کو اپنے پاس خراسان بلایا، آپ کی خوب تعظیم کی اور آپ کو اپنا ولی عہد مقرر کردیا۔

زہد وتقویٰ:

روایت ہے کہ آپ ایک مرتبہ موقف میں کھڑے ہوکر یہ دعا فرمارہے تھے کہ اےُ اللہ! جس طرح سے میرے کیے ہوئے گناہوں کی تو نے ستر پوشی فرمائی اسی طرح میری مغفرت بھی فرمادے، جس طرح تو نے میرے علم میں وسعت عطا کی اسی طرح اپنی رحمت کی بھی مجھ پر وسعت فرمااور جس طرح تو نے اپنی حقیقی معرفت کے ذریعے مجھے عزت بخشی اسی طرح اپنی

مغفرت کے ذریعے میری عزت افزائی فرما۔

پیشین گوئی:

حضرت حسن بن موسیٰ کا بیان ہے کہ میں حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ظفر بن عمر علوی کا گزر رہوا، ہم نے اُن کی طرف حقارت سے دیکھا۔ اِس پر حضرت امام رضا نے دیکھا اور فرمایا: جلدتم دولت مند ہو جاؤ گے۔ اِس بات کو ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ والیِ مدینہ ہو گئے اور اُن کی حالت اچھی ہو گئی۔

خلفا:

(۱) حضرت معروف کرخی (۲) حضرت امام تقی (۳) حضرت ابوالقاسم مکی ۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اولاد:

آپ کے پانچ صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔صاحبزادوں کے نام اس طرح ہیں:

(۱) حضرت محمد جواد (۲) حضرت حسن (۳) حضرت جعفر (۴) حضرت ابراہیم (۵) حضرت حسین۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وصال:

۲۱؍رمضان المبارک ۲۰۳ھ کو آپ کا وصال ہو گیا۔مزار شریف بغداد شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ

داخل اسلام:

آپ بغداد شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدین آتش پرست تھے۔ اُنھوں نے حضرت معروف کرخی کو پڑھنے کے لیے درس گاہ بھیجا۔ اُستاذ نے کہا پڑھو "ثالث ثلاثۃ" (خدا تین ہیں)، مگر آپ ہر بار کہتے ھو اللّٰہ احد۔ اُستاذ نے جب زیادہ زور دیا اور اُن پر سختی کی تو وہ مدرسے سے بھاگ گئے۔ ماں باپ نے بہت تلاش کیا مگر نہیں ملے۔

آپ گھر سے بھاگ کر حضرت علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے اور اسلام کی دولت سے مشرف ہوئے۔ اُس کے بعد آپ اپنے گھر گئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا کون ہے؟ اندر سے آواز آئی۔ کہا "مَیں معروف"، پوچھا "کون سا دین اختیار کیا ہے؟" فرمایا "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اسلام"، دروازہ کھولا اُنھیں گلے سے لگالیا، والدین نے کہا کہ جب بیٹے نے اسلام قبول کرلیا تو ہم بھی اسلام قبول کرلیتے ہیں۔

رضائے الٰہی:

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ مَیں کوفہ میں چلا جا رہا تھا، ایک شخص جسے لوگ ابن السماک کہتے تھے، لوگوں کو نصیحت کر رہا تھا، مَیں اُس کے پاس ٹھہر گیا۔ اُس نے کہا جو شخص دل سے اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اپنی تمام مخلوق کو اُس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور جو شخص کبھی کبھی اللہ کی طرف توجہ کرتا ہے تو کسی نہ کسی وقت اللہ تعالیٰ اُس کے حال پر رحم فرما ہی دیتا ہے۔ چنانچہ اُس کی یہ بات میرے دل پر اثر کرگئی اور مَیں پوری طرح سے اللہ کی طرف متوجہ ہوگیا۔ مَیں نے اپنے آقا حضرت علی بن موسیٰ رضا کی خدمت کے علاوہ تمام مشاغل جن میں مَیں مشغول رہتا تھا ترک کر دیے"۔

تعلیم:

آپ نے معرفت کی منزلیں حضرت امام علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں رہ کر حاصل کی۔

ان کے علاوہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت حبیب طائی رضی اللہ عنہما سے بھی اکتساب علم کیا۔

خدمتِ خلق:

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ عید کے روز مَیں نے دیکھا کہ آپ کھجوریں توڑ رہے ہیں۔مَیں نے پوچھا کہ ''حضرت یہ کھجوریں کس لیے توڑ رہے ہیں؟'' فرمایا ''یہ لڑکا جو میرے پاس کھڑا ہے مَیں نے اُسے روتا ہوا دیکھا تو اُس سے رونے کا سبب پوچھا، اس نے کہا کہ مَیں یتیم ہوں، آج عید کا دن ہے سب لڑکے نئے کپڑے پہنے ہوئے ہیں اور مَیں پرانے، مَیں کھجوریں اس کے لیے توڑ رہا ہوں، انھیں بازار میں جا کر بیچ دوں گا اور اس کے لیے اخروٹ خرید دوں گا جس سے یہ بہل جائے گا''۔مَیں نے کہا ''حضرت آپ تکلیف نہ اٹھائیں، مَیں اسے اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں، اس خدمت کو مَیں انجام دوں گا''۔ چنانچہ مَیں نے اسے ساتھ لے جا کر نئے کپڑے خرید کر دیے اور کھیلنے کے لیے اخروٹ بھی۔لڑکا تو خوش ہو گیا مگر میرے دل میں اس کام سے ایسا نور پیدا ہو گیا کہ میری حالت ہی کچھ اور ہو گئی۔

ارشادات:

☆غفلت کے بعد انسان ہوشیار ہو جائے اور کسی فضول خیال کو قریب نہ آنے دے۔

☆ اللہ پر بھروسہ اور توکل کرتا کہ وہ تیرا کفیل ہو جائے اور تیرے ساتھ رہے۔

☆تمام التجائیں اُسی کے حضور پیش کر کیونکہ اُس کے بغیر تجھے مخلوق فائدہ نہ پہنچا سکے گی، وہ اللہ تیری تمام پریشانیوں کو دور کرنے والا ہے۔

خلفا:

آپ کے مشہور خلفا درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت شیخ سری سقطی (۲) حضرت شاہ محمد (۳) حضرت قاسم شاہ بغدادی (۴) حضرت عثمان مغربی (۵) حضرت حمزہ خراسانی (۶) حضرت ابونصر ابرار (۷) حضرت شاہ مستعانی (۸) حضرت شاہ ابوسعید (۹) حضرت ابو ابراہیم (۱۰) حضرت ابوالحسن ہارونی (۱۱) حضرت جعفر وغیرہم۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وصال: آپ کا وصال ۲ محرم ۲۰۰ھ کو ہوا، مزار اقدس بغداد شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کا نام سرالدین ہے، مگر آپ سری سقطی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کے والد کا نام حضرت مغلس تھا۔ آپ کی ولادت ۱۵۵ھ کو بغداد شریف میں ہوئی۔ حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے بیعت و خلافت حاصل کی۔

عبادت و تجارت:

آپ بڑے صوفی اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ ایک ہزار رکعت نماز روزانہ ادا فرماتے۔ بغداد شریف میں تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ کی ایک دکان تھی جس کی ایک جانب ہر وقت پردہ پڑا رہتا تھا، دکان پر تشریف فرما ہو کر بھی آپ کا زیادہ وقت اُسی پردے میں گزرتا۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی زیارت کے لیے آیا۔ آپ دوکان پر پردے میں تھے۔ اُس نے پردہ اُٹھا کر سلام کیا پھر بولا ''میرے وطن کے ایک صاحب نے بھی سلام کہا ہے''۔ حضرت سری سقطی نے فرمایا ''وہ صاحب تو پہاڑ پر عبادت کرنے چلے گئے ہیں، رات دن وہیں مشغول رہتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا ''دنیا چھوڑ کر پہاڑ کی چوٹیوں پر چلے جانا کوئی جواں مردی نہیں، بلکہ جواں مردی یہ ہے کہ بازار میں رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے''۔

تعلیمات:

☆ ایک مرتبہ آپ صبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ ایک بچھو نے آپ کو کئی بار ڈنک مارا، لوگوں کو معلوم ہوا تو انھوں نے کہا کہ'' آپ نے اُس بچھو کو بھگایا کیوں نہیں اور بار بار ڈنک کیوں مارنے دیا؟'' فرمایا ''اُس وقت مَیں صبر کے متعلق تقریر کر رہا تھا، مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ لوگوں کو صبر کی تلقین کروں اور خود بےصبری اختیار کروں؟! اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جب بندوں پر میرا ذکر غالب آجاتا ہے تو مَیں اُن سے محبت کرنے لگتا ہوں''۔

☆عارف اپنی صفات وحسنات میں آفتاب کی طرح ہے جوسب پر یکساں طور پر روشنی ڈالتا ہے۔
☆عبادت کا سرمایہ زہد ہے اور قناعت کا سرمایا دنیا سے روگردانی ہے۔زاہد کا عیش اچھا نہیں اس لیے کہ وہ کام میں مشغول رہتا ہے، جب کہ عارف کا عیش اچھا ہے کیونکہ وہ اپنے سے بالکل علیحدگی اختیار کرلیتا ہے۔
☆دولت مند عالموں سے، امیر پڑوسیوں اور بازاری قاریوں سے ہمیشہ دور رہو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کا دین سلامت رہے اور جسم و روح کو راحت نصیب ہو اُسے چاہیے کہ دنیا کی خواہشات سے دُور رہے۔
☆دنیا میں مشغولیات بے کار ہے۔انسان کو صرف اتنی ضرورت ہے کہ اُسے اس قدر کپڑا مل جائے جس سے اُس کا تن چھپ جائے، اتنا کھانا ملتا رہے جس سے وہ زندہ رہے، اتنا علم جس پر عمل کیا جاسکے۔
☆جس شخص کو نعمت کی قدر نہیں ہوتی اُس کی نعمت اُسی وقت زوال پذیر ہوجاتی ہے اور اُس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے کہ اُسے پتہ بھی نہیں چلتا۔

وصال:

حضرت جنید بغدادی آپ کے بھانجے تھے۔آپ جب بیمار ہوگئے تو وہ آپ کی عیادت کے لیے گئے۔فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نے حضرت کے پاس رکھا ہوا پنکھا اُٹھایا اور حضرت کو ہوا کرنے لگا۔فرمایا’’ جنید! رہنے دو کیونکہ آگ ہوا سے زیادہ تیز اور روشن ہوتی ہے‘‘۔حضرت جنید نے پوچھا’’ حضرت آپ کی طبیعت کیسی ہے؟‘‘ کہا’’اللہ کا شکر ہے‘‘، حضرت جنید نے عرض کی ’’حضرت کچھ وصیت کیجیے‘‘، فرمایا’’جنید! ایسا نہ ہو کہ دنیا کی صحبت تمہیں اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے‘‘۔یہ کہا اور اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کردی۔وصال کی تاریخ ۳ر رمضان ۲۵۰ھ ہے۔ مزار شریف بغداد میں بمقام شونیز میں واقع ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کا نام جنید، لقب سید الطائفہ اور طاؤس العلما ہے۔ آپ کی ولادت ۲۱۸ھ کو بغداد میں ہوئی۔ آپ اپنے وقت کے تصوف کے امام اور سلطان المشائخ ہیں۔ تفسیر وحدیث اور فقہ وادب میں بھی عظیم مرتبہ رکھتے تھے۔ گھر پر آپ عالمانہ لباس پہنتے۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ سری سقطی رضی اللہ عنہ ہر جگہ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے۔

عبادت ومجاہدات:

پیر و مرشد کی صحبتوں کے اثر نے دل کو روشن کر دیا تھا۔ آپ پہلے تجارت کیا کرتے تھے مگر یادِ خدا میں اتنے مشغول رہنے لگے کہ تجارت کو چھوڑ دیا۔ حضرت شیخ سری سقطی کے یہاں آ کر ایک کوٹھری میں رات دن عبادت کرنے لگے۔ کھانا اور سونا بھی ترک کر دیا۔ تیس سال تک عشا کے وضو سے فجر کی نماز ادا کی۔

خلفا:

(۱) حضرت شیخ ابوبکر شبلی (۲) حضرت منصور حلاج (۳) حضرت شاہ محمد بن اسودی (۴) حضرت شاہ اسماعیل العزیز۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

تعلیمات:

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی میں فرمایا تھا کہ وہ شخص جھوٹا ہے جو ہماری محبت کا دعویٰ کرتا ہو اور آرام طلب بھی ہوتا ہے۔

☆ آپ سے ایک مرید نے صرف اتنا کہہ دیا کہ ''آج بہت گرمی ہے''، آپ نے اُسی وقت اُسے اپنی خانقاہ سے نکلوا دیا اور کہا کہ جو اللہ سے شکوہ کرے وہ ہماری مجلس میں شرکت کا اہل نہیں۔

☆ جو کتاب وسنت کی پیروی نہ کرے اُس کی تقلید نہ کرو۔

☆اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی مقصود ہوتی ہے اُسے حلقہ صوفیا میں داخل کر دیتا ہے۔
☆صوفی وہ ہے جس کا قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح دنیا کی دوستی سے پاک ہو۔

مرید کو شیطان سے بچانا:

آپ کا ایک مرید اپنے آپ کو کامل تصور کرنے لگے۔ انھوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ اب ہر رات خواب میں فرشتوں کو دیکھتے کہ فرشتے ان سے کہتے کہ چلو ہم تمھیں جنت میں لے چلتے ہیں، وہ انھیں اونٹ پر سوار کر کے جنت کی سیر کراتے جہاں وہ بہت حسین مناظر دیکھتے۔ وہ اب لوگوں کو بتاتے کہ مَیں ہر رات جنت کی سیر کرنے جاتا ہوں۔ اُن کی یہ خبر جب حضرت جنید بغدادی تک پہنچی تو وہ اُن کی خبر گیری کے لیے اُن کے یہاں تشریف لے گئے، وہ بہت شان و شوکت سے بیٹھے ہوئے تھا۔ اُنھوں نے آپ کو بھی سارا حال سنایا، آپ نے اُن سے کہا کہ آج رات جب تم وہاں پہنچو تو "لاحول ولا قوۃ الا باللّٰه العلی العظیم" پڑھنا۔ ہر رات کی طرح وہ اُس رات بھی جنت کی سیر کرنے پہنچے تو اُنھوں نے ''لاحول'' پڑھا۔ اُن کا پڑھنا تھا کہ ان کے پاس والے سب لوگ بھاگ گئے۔ اب وہ دیکھتے ہیں کہ گھوڑے پر سوار ہے اور مردے کی ہڈیاں اُن کے آگے رکھی ہوئی ہیں اُن ہڈیوں کو دیکھ کر وہ حیران رہ گئے۔ صبح اٹھ کر انھوں نے توبہ کی اور اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور سمجھ گئے کہ بغیر پیر و مرشد کے گوشہ نشینی بھی ناسود ہے۔

وصال:

آپ کا وصال ۲۷؍رجب ۲۹۷ھ کو ہوا۔ مزار مقدس بغداد شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کا نام جعفر اور کنیت ابوبکر ہے۔ آپ کی ولادت ۲۴۷ھ کو بغداد کے ایک گاؤں شبلہ میں ہوئی۔

حضرت جنید بغدادی کی بارگاہ میں رسائی:

ایک مرتبہ آپ دربارِ خلافت میں پہنچے، وہاں خلیفہ امیروں کو بیش قیمت کپڑے تقسیم کررہا تھا۔ ایک امیر کو چھینک آ گئی، اُس نے دیے گئے کپڑوں سے ہی منہ پر لگا ہوا لعاب صاف کرلیا۔ یہ بات کسی جاسوس نے خلیفہ سے کہہ دی کہ فلاں امیر نے آپ کے دیے کپڑوں سے اپنی ناک صاف کی ہے۔ خلیفہ کو غصہ آ گیا، اُس نے اُس امیر سے کپڑے چھین لیے اور دربار سے نکال دیا۔ اِس طرح امیر کی ذلت نے آپ کے دل پر گہرا اثر ڈالا۔ آپ کے دل میں خیال آیا کہ ایک دنیاوی معمولی کپڑے کا احترام نہ کرنے والے کا یہ حشر ہوا کہ اس کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑا تو خدا جانے آخرت میں اُس کے ساتھ کیا سلوک ہوگا جو اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی پرواہ نہیں کرتا؟ اُن کی بے ادبی کرتا ہے؟! آپ وہاں سے اُٹھ کر حضرت نسائی خیر کی خدمت میں پہنچے اور حضرت خیر نے ہی آپ کو حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں بھیج دیا۔

حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچ کر آپ نے فرمایا ''آشنائی دوست کے گوہر کا نشان آپ کے پاس ملتا ہے یا تو آپ مجھے بخش دیں یا فروخت فرمادیں''۔ حضرت جنید بغدادی نے آپ کے چہرے پر نگاہ ڈالی، آپ کے دل کی گہرائیوں کو دیکھا، فرمایا ''شبلی! یہی تو عشق کی ابتدا ہے، ذرا اور آگ تو پیدا ہونے دو، اگر مفت دے دوں تو تمہیں اس کی کیا قدر ہوگی، برباد کردو گے اور فروخت کردوں تو تم ہرگز کوئی قیمت ادا نہ کرسکو گے، صبر اور انتظار کرو کہ وہ گوہر تمہارے ہاتھ آجائے''۔ حضرت شبلی نے فرمایا ''حضرت! مجھے کیا کرنا ہوگا؟'' حضرت جنید بغدادی نے فرمایا ''دوسال تک

سر پر ٹوکری رکھ کر سبزی بیچو"۔ آپ نے دو سال تک سبزی بیچی، پھر حضرت جنید بغدادی نے فرمایا "اب گداگری کرو"، آپ نے در در جا کر گداگری کی، اِس کام کو پورا کرنے کے بعد فرمایا "جاؤ اور پورے شہر سے معافی مانگو"۔ آپ نے گھر گھر جا کر معافی مانگی، آخر پانچ سال اسی طرح گزر جانے کے بعد حضرت جنید بغدادی نے آپ کو اپنے حلقے میں شامل کیا۔

خلفا:

(۱) حضرت خواجہ عبدالواحد ابوالفضل رضی اللہ عنہ (۲) حضرت ابوالحسن نیم عالم رضی اللہ عنہ۔

تعلیمات:

☆ فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی شئے میں مشغول نہ ہوتا ہو۔
☆ شکر یہ ہے کہ نعمت کو نہ دیکھے بلکہ نعمت والے کو دیکھے۔
☆ جو شخص محبت کا دعوی کرتا ہے وہ محبوب کے سوا اور کسی طرف مشغول نہیں ہوتا ہے۔
☆ محبت یہ ہے کہ دوست پر ہر چیز کو نثار کر دے۔

ایک کرامت:

حضرت ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ بیمار پڑ گئے۔ جب آپ کی بیماری کی خبر خلیفہ کو ملی تو اُس نے اپنے دربار کے ایک بڑے عیسائی طبیب کو علاج کے لیے بھیجا۔ اُس نے بہت کچھ علاج کیا مگر فائدہ نہیں ہوا۔ طبیب نے یہ دیکھ کر کہا کہ "اگر آپ کا علاج میرے جسم کے ٹکڑے میں ہے تو مَیں اُسے کٹوا کر علاج کرتا"، آپ نے ارشاد فرمایا "میری دوا تو کسی اور چیز میں ہے"۔ طبیب نے عرض کیا کہ "وہ کیا چیز ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا "تو کفر چھوڑ دے اور مسلمان ہو جا"۔ طبیب نے فوراً کہا "اشهد ان لا اله الا اللّٰه واشهد ان محمدا عبده و رسوله۔ خلیفہ کو جب طبیب کے ایمان لانے کی خبر ملی تو اُس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ اُس نے کہا کہ "ہم نے طبیب کو مریض کے پاس نہیں بھیجا تھا بلکہ مریض کو طبیب کے پاس بھیجا تھا"۔

وصال:

آپ کا وصال ۲۷/ذی الحجہ ۳۲۴ھ کو ۸۸/سال کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف مقام سامرا بغداد میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ

آپ کا نام عبدالواحد اور کنیت ابوالفضل ہے، والد ماجد کا نام شیخ عبدالعزیز تمیمی ہے۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی سے بیعت وخلافت حاصل کی اور تمام مقامات سلوک آپ ہی کی صحبت میں طے کیے۔

نہایت عبادت گزار اور متقی تھے۔ شریعت وطریقت کے جامع تھے۔ گویا تمام عادات واطوار میں اپنے پیر ومرشد کے آئینہ دار تھے۔ اپنے مرشد کے وصال کے بعد تقریباً ۹۰؍سال تک مسند رشد وہدایت پر فائز رہ کر اپنے سلسلۂ عالیہ کو کافی فروغ بخشا۔ حضرت شیخ محمد بن عبداللہ طرطوسی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے نوازا۔ آپ کا وصال ۲۶؍جمادی الآخر ۴۲۵ھ بروز جمعہ ہوا۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ عنہ

آپ کا نام محمد یوسف اور کنیت ابوالفرح ہے۔ والد ماجد کا نام شیخ عبداللہ طرطوسی ہے۔ آپ حضرت عبدالواحد تمیمی رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ ایران کے شہر طرطوس میں اقامت اختیار کرنے کی وجہ سے آپ کو طرطوسی کہا جاتا ہے۔

آپ ولی کامل، عالم وفاضل تھے اور بڑے صاحبِ کرامات بزرگ تھے۔ صبر وتوکل میں آپ کا مقام بہت بلند تھا۔ آپ نے اپنے مرشد کے نقشِ قدم پر چل کر ہدایت کا عظیم فرض انجام دیا ہے۔ وصال مبارک ۳؍شعبان ۴۴۷ھ کو ہوا۔ مزار شریف مقام طرطوس میں مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ ابوالحسن علی ہنکاری رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت ۴۰۹ھ کو بمقام ہنکار (موصل) میں ہوئی۔ آپ کا نام ابراہیم اور کنیت ابوالحسن ہے۔ اپنے وقت کے ممتاز علما ومشائخ سے علم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ علمِ حدیث وفقہ بلکہ تمام علوم پر مہارت حاصل کی۔ شیخ ابوالعلام مصری سے بھی ملاقات کر کے آپ سے حدیث سماعت کی۔ اپنے زمانے میں شیخ الاسلام کے لقب سے مشہور ہوئے۔ اپنے وقت کے بڑے علما میں شمار کیے جاتے ہیں۔ غوثِ زماں حضرت ابوالفرح محمد طرطوسی رضی اللہ عنہ سے بیعت وخلافت حاصل کر کے اکتسابِ فیض کیا۔

آپ شریعت و طریقت کے امام تھے۔ ہمیشہ روزے سے رہتے اور تمام رات عبادت و ریاضت میں گزار دیتے۔ اپنے صاحبزادے حضرت شیخ طاہر اور حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہما کو خرقہ خلافت عطا کیا۔

یکم محرم ۴۴۶ھ وصال فرمایا۔ مزار شریف بغداد شریف کے ایک گاؤں ہنکار میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ عنہ

ولادت اور تعلیم وتربیت:

آپ کا نام مبارک اور کنیت ابوسعید ہے۔ ولادت بغداد میں ہوئی۔ حدیث شریف کا علم قاضی ابوالعلا اور فقہ کا علم شیخ ابی جعفر بن موسیٰ سے حاصل کیا۔ حضرت شیخ ابراہیم ابوالحسن علی رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ ہوئے۔ ساری زندگی یادِ الٰہی میں بسر کی۔ اپنے وقت کے فقیہ اور بزرگ امام تھے۔ مسلک حنبلی کے پیروکار تھے۔ بغداد کا مدرسہ آپ نے ہی قائم کیا۔ سوائے حضور غوث اعظم کے کسی اور خلیفہ کا ذکر نہیں ملتا۔

حضور غوثِ اعظم کی حاضری:

حضور غوثِ اعظم کئی سالوں سے ایک کھنڈر میں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ ایک دن آپ نے عہد کیا کہ اُس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک کہ اللہ تعالیٰ نہ کھلائے گا اور کچھ نہ پیوں گا جب تک کہ اللہ نہ پلائے۔ چالیس دن گزر گئے پھر ایک شخص آیا اور کھانا رکھ کر چلا گیا۔ آپ نے کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا۔ غیب سے آواز آئی، اچانک حضرت شیخ ابوسعید مخزومی وہاں تشریف لائے، اُسے سن کر کہا کہ یہ آواز کیسی ہے؟ حضور غوثِ اعظم نے کہا کہ یہ نفس کی بے چینی ہے، روح بے قرار ہے۔ شیخ نے فرمایا: میرے مکان پر چلو، مگر آپ نہیں گئے۔ حضرت شیخ ابوسعید وہاں سے اپنے گھر تشریف لے گئے۔ تبھی وہاں حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے، آپ سے کہا اُٹھو اور ابوسعید کی خدمت میں جاؤ۔ جب حضرت غوثِ اعظم حضرت شیخ کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ شیخ گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر غوثِ اعظم کا انتظار کر رہے ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا اے عبدالقادر! مَیں نے جو تم سے کہا تو کیا یہ کافی نہیں تھا جو حضرت خضر علیہ السلام کو کہنا پڑا۔ اُس کے بعد حضورِ غوثِ اعظم کو مکان کے اندر لے گئے۔ کھانا تیار کیا پھر غوثِ اعظم کو کھلایا۔ آپ نے ضرورت کے مطابق کھانا کھایا۔ اُس کے بعد غوثِ اعظم کو خرقہ پہنایا اور غوثِ اعظم نے اُن کی صحبت بابرکت کو اختیار کر لیا۔

وصال: آپ کا وصال ۲۷؍شعبان ۵۱۳ھ کو ہوا۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔ ☆☆☆

غوثِ اعظم حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

تیرا کیا وصف ہو مجھ سے ادا محبوبِ سبحانی
تیرے تابع ہیں سارے اولیا محبوبِ سبحانی

ولادت:

آپ کی ولادت ۲۹رشعبان ۴۷۰ھ کومقام جیلان میں ہوئی۔ ۲۹رشعبان کو آسمان میں بادل ہونے کی وجہ سے چاند دکھائی نہیں دیا۔ لوگ شک میں تھے کہ آج چاند ہوا کہ نہیں، لیکن اس مادر زاد ولی نے صبح کو دودھ نہیں پیا۔ آپ کی والدہ فرماتی ہیں کہ رمضان میں پورے دن آپ دودھ نہیں پیتے تھے۔

نام ونسب:

آپ کا نام سید عبدالقادر، کنیت ابومحمد اور القاب محی الدین، محبوبِ سبحانی اور غوث اعظم وغیرہ ہیں۔ آپ کے والد کا نام سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست ہے۔ آپ حسنی اور حسینی ہیں۔ والد کی طرف سے آپ کا شجرہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کی جانب سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

تعلیم تربیت:

۱۸رسال کی عمر میں آپ مزید علم حاصل کرنے کے لیے جیلان سے بغداد پہنچے۔ بغداد میں آپ نے حضرت حماد رضی اللہ عنہ کے علاوہ کئی اُستاذ سے علم حاصل کیا۔ حضرت قاضی ابوسعید مبارک علیہ الرحمہ کا بغداد شریف میں بڑا مدرسہ تھا جس میں وہ تشنگانِ علومِ دینیہ کو درس دیا کرتے تھے۔ آپ نے وہ مدرسہ آپ کے سپرد کر دیا۔ کچھ ہی دنوں میں حضور غوثِ اعظم کے فضل وکرم سے اُس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ ہر طرف سے بڑی تعداد میں طالبان علم وہاں آنے لگے۔ آپ نے مدرسے کو اور بڑا کرایا۔ بعد میں اُس مدرسے کا نام مدرسہ قادریہ ہو گیا۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی علیہ الرحمہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔آپ نے شیخ طریقت کی بارگاہ میں رہ کر طریقت کی منزلیں طے کیں۔

ارشادات:

حضورغوثِ اعظم فرماتے ہیں:

☆وہ شخص بلندنصیب والا ہے جس نے میری زیارت کی یا میرے دیکھنے والے کی زیارت کی۔

☆اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور مَیں مغرب میں ہوں تو وہیں اُس کی مدد کرنے پہنچوں گا۔

☆قیامت تک میرے سلسلے والے اگر ٹھوکر کھا کر گرنے لگیں گے تو مَیں اُنھیں سہارا دیتا رہوں گا

آپ کا یہ شعر کافی مشہور ہے:

مُـرِیْـدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَـاِنِّـیْ　　عَـزُوْمٌ قَـاتِـلٌ عِـنْـدَ الْـقِتَـالِ

☆ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک شخص پہنچا،اُس نے کہا''حضور اگر کوئی شخص اپنے کو حضور (غوث اعظم) کا مرید بتلاتا ہو اور آپ کی غلامی کا اظہار کرتا ہو مگر اُس نے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت نہ کی ہو اُسے آپ کے دربار سے خرقہ نہ ملا ہو، کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار کیا جائے گا؟'' آپ نے ارشادفرمایا''وہ شخص قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوگا، بے شک وہ میرا مرید ہے،مَیں اُس کی مدد فرماؤں گا اور وقت آخر اُسے توبہ کی توفیق نصیب ہوگی''۔

☆مصیبتوں کو چھپاؤ اِس سے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہوگا۔

☆مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اُس کا ایمان اُتنا ہی طاقتور ہوتا ہے۔

☆اللہ کا مقرب وہی بنتا ہے جو مخلوق سے پیار ومحبت کرتا ہے۔

کرامات:

ایک مرتبہ حضورِغوثِ اعظم وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک بارش ہونے لگی۔لوگوں میں انتشار پیدا ہوگیا۔آپ نے اپنا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھایا اور دعا کی کہ''اے پروردگار! مَیں لوگوں کو تیری باتیں سنانے کے لیے بلاتا ہوں اور تیری بارش اُنھیں بیٹھنے نہیں دیتی''۔اتنا فرمانا تھا کہ بارش ختم ہوگئی۔

بارش کے ہی موسم میں دریائے دجلہ میں ایک مرتبہ پانی بہت بڑھ گیا۔ پانی اتنا بڑھ گیا کہ

بغداد کے ڈوب جانے کا خطرہ ہونے لگا۔ لوگ پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ''حضور! دعا کیجیے ورنہ بغداد تباہ ہو جائے گا''۔ آپ نے اُسی وقت اپنا عصائے مبارک ہاتھ میں لیا اور چند لوگوں کے ساتھ ندی کے کنارے پہنچے، ایک مقام پر عصائے مبارک رکھ کر فرمایا ''خبردار! اے دجلہ ندی! اس سے آگے مت بڑھنا''۔ غوثِ اعظم کا حکم ملتے ہی ندی کی کا پانی رک گیا۔

لاعلاج مریض صحت مند ہو گیا:

حضرت ابوعبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد ۱۳/ سال تک حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔ وہ فرماتے تھے کہ مَیں نے آپ کی بہت سی کرامتیں دیکھیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جس مریض کے علاج سے بڑے بڑے حکیم منع کر دیتے ہوں، وہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا، آپ اُس کے لیے دعا فرماتے تھے اور اُس کے جسم پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیتے تھے وہ مریض فوراً آپ کے سامنے ہی اُٹھ کھڑا ہوتا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل تندرست ہو جاتا تھا۔

چور کو ابدال بنا دیا:

ایک بار آپ کے مکان میں ایک چور چوری کی نیت سے آیا۔ مکان کے اندر گھستے ہی اُس کی دونوں آنکھوں سے نظر آنا بند ہو گیا، وہ اندھا ہو گیا۔ اِدھر اُدھر ٹکراتا پھرا، جب نکلنے کا راستہ نہیں ملا تو ایک کونے میں بیٹھ گیا، صبح کو پکڑا گیا۔ گرفتار کر کے آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ''یہ میرے یہاں دنیا کی دولت چرانے آیا تھا، ہم اِسے ایسی دولت دیتے ہیں جو ہمیشہ اُس کے پاس رہے گی''۔ آنکھوں پر دستِ کرامت پھیرا، اُسے نظر آنے لگا، اُس کے بعد ایک نظر فرمائی، منصبِ ولایت پر پہنچ گیا۔

وصال:

۱۱/ ربیع الآخر ۵۶۱ھ/ کو بعد نماز عشا آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے جہاں سے ایک عالم فیض یاب ہو رہا ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ عبدالرزاق رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ حضور غوث اعظم کے صاحبزادے ہیں۔آپ کا نام عبدالرزاق، کنیت ابوبکر، ابوالفرح، اور لقب تاج الدین ہے۔آپ کی ولادت ۱۸/ذیقعد ۵۲۸ھ کو بغداد شریف میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت:

آپ کی تعلیم وتربیت حضور غوثِ اعظم کی آغوش میں ہوئی۔اپنے والد کے علاوہ آپ نے حضرت ابوالحسن محمد، حضرت قاضی ابوالفضل محمد، حضرت ابوکاظم قاسم سعید وغیرہ سے بھی علم حاصل کیا اور حضور غوث اعظم سے بیعت وخلافت حاصل فرمائی۔

اولاد:

آپ کے پانچ صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔صاحبزادوں کے نام ہیں:
(۱) حضرت قاضی القضا شیخ ابوصالح نصر (۲) حضرت شیخ ابوقاسم عبدالرحیم (۳) حضرت شیخ ابومحمد اسماعیل (۴) حضرت شیخ ابوالمحاسن فضل اللہ (۵) حضرت شیخ جمال اللہ۔

خلفا:

(۱) حضرت شیخ ابوصالح (۲) حضرت شیخ جمال رضی اللہ عنہ۔

عادات:

آپ حضور غوثِ اعظم کے پانچویں شہزادے ہیں۔حافظِ قرآن، عالمِ ربانی اور عراق کے مفتی تھے۔صبر وتقویٰ اور شرم وحیا کے پیکر اور تنہائی پسند تھے۔آپ کی صحبت بابرکت نے ہزاروں لوگوں کو درویش بنادیا۔''جلاء الخاطر'' آپ کی تصنیف ہے۔

ایک واقعہ:

ایک دن آپ اپنے والد حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرنے جا رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ خلیفہ کا سپاہی گدھے پر شراب لادے ہوئے جا رہا ہے۔ حضور غوثِ اعظم نے سپاہی کو آواز دی، سپاہی نے وہاں رُکنا مناسب نہ سمجھا۔ جب سپاہی نہ رُکا تو حضور غوثِ اعظم نے جانور سے کہا کہ ''خدا کے حکم سے رُک جا''، گدھا فوراً رُک گیا۔ سپاہیوں نے اُسے بہت پیٹا مگر وہ نہ ہلا۔ پھر سپاہیوں نے حضور غوثِ اعظم سے معافی مانگی کہ حضور پھر ایسی حرکت نہیں کریں گے۔ ساری شراب سرکہ بن گئی۔ جب یہ بات خلیفہ کو معلوم ہوئی تو وہ بھی تائب ہو گیا۔

وصال:

شوال ۶۲۳ھ کو آپ کا وصال ہوا۔ مزار شریف بغداد معلّٰی میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ ابوصالح عبداللہ نصر رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کا نام عبداللہ نصر، کنیت ابوصالح اور لقب عماد الدین ہے اور والد ماجد حضرت سید عبدالرزاق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کی ولادت ۲۴/ربیع الثانی ۵۶۲ھ میں بغداد شریف میں ہوئی۔

تعلیم اور مناصب:

آپ نے اپنے والد سے تعلیم حاصل کی اور والدِ ماجد کے علاوہ اپنے چچا حضرت عبدالوہاب رضی اللہ عنہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ دیگر علما سے بھی علم فقہ وحدیث کی کتابیں پڑھیں۔ آپ بہت بڑے محقق، عارف اور محدث تھے۔ اپنے جدِامجد حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کے مہتمم تھے۔ آپ شریعت اور طریقت پر ہر لحہ قائم رہتے تھے اور شریعت کے خلاف جن کاموں کو دیکھتے اُن کو دور کرنے کی کوشش کرتے۔ بغداد میں عہدۂ قضا پر فائز رہے۔ عہدۂ قضا کو ترک کرنے کے بعد آپ نے اپنے مدرسے میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ایک بڑی جماعت نے آپ سے علم فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔

خلیفہ مستنصر باللہ نے آپ کو پھر ایک عہدۂ جلیلہ پر فائز کر دیا۔ کلیسۂ روم کو خلیفہ نے ایک بڑی خانقاہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ آپ وہیں دین کی خدمت کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو رقم آتی وہ آپ غربا میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔

وصال:

آپ کا وصال ۲۷/رجب ۶۳۲ھ کو ہوا۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔ حضرت سیدنا محی الدین ابونصر محمد رضی اللہ عنہ آپ کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے۔ ☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ محی الدین ابونصر محمد رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت بغداد میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام عماد الدین ابوصالح نصر ہے۔ اپنے والد سے اکتساب علم کیا۔ حضرت حسن بن علی، ابواسحاق یوسف بن ابی حامد، ابوالفضل محمد بن عمر وغیرہ سے حدیث پڑھی۔ اعلیٰ درجے کے محقق، محدث اور مدرس تھے۔ عراق کے مفتی مقرر ہوئے۔ آپ شکل وشباہت میں اپنے جدِامجد حضور غوثِ اعظم کے مشابہ تھے۔ ہر وقت علمِ دین کے فروغ کے لیے کوشاں رہتے۔ چار صاحبزادگان حضرت شیخ عبدالقادر ثانی، حضرت شیخ عبداللہ، حضرت شیخ ظہیر الدین ابومسعود احمد اور حضرت شیخ سید علی رضوان رضی اللہ عنہم اپنی یادگار چھوڑے۔ حضرت شیخ سید علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے نوازا۔ ۲۷؍ربیع الاول ۶۵۶ھ کو وصال ہوا۔ مزار بغداد شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ علی رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت بغداد شریف میں ہوئی۔ والد کا نام حضرت شیخ سید محی الدین ابونصر ہے۔ اپنے والد گرامی و دیگر علما و مشائخ سے فقہ وحدیث کی تعلیم حاصل کی۔ اپنے والد ماجد سے بیعت و خلافت رکھتے تھے۔

آپ علومِ ظاہری و باطنی کے امام تھے۔ بڑے عابد، سخی، عالی ہمت اور صاحب فہم وفراست تھے۔ ہر لمحہ عبادت و ریاضت میں بسر فرماتے۔ حضرت شیخ سید موسیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ سے سرفراز فرمایا۔ وصال ۲۳؍شوال ۷۳۹ھ میں ہوا۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا موسیٰ بغدادی رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت بغداد میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت سید علی رضی اللہ عنہ ہے۔ اپنے والد ماجد سے خلافت حاصل کی۔ بڑے کامل، عبادت و ریاضت میں بے مثال اور صاحب تصرف بزرگ تھے۔ بے شمار لوگوں نے آپ سے فیض پایا۔ آپ نے حضرت شیخ حسن رضی اللہ عنہ کو خرقہ خلافت عطا کیا۔ آپ کا وصال ۱۳؍رجب ۷۶۳ھ کو ہوا۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ حسن بغدادی رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت بغداد شریف میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت شیخ سید موسیٰ رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ کو خرقۂ خلافت اپنے والد سے عطا ہوا۔ ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت شیخ سید احمد الجیلانی آپ کے خلیفہ ہیں۔ ۲۶؍صفر ۷۸۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ احمد جیلانی رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت بغداد شریف میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت شیخ سید حسن رضی اللہ عنہ ہے۔ والد ماجد سے ہی خلافت پائی۔ آپ کا درجہ بہت بلند تھا، درویش کامل تھے۔ ریاضات و مجاہدات کے بعد ہزاروں لوگوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن فرمایا۔ حضرت شیخ حافظ سید محمد ابراہیم رضی اللہ عنہ آپ کے بیٹے تھے۔ ان کے علاوہ اور اولاد کا ذکر نہیں مل سکا۔ آپ کے خلفا میں صرف حضرت شیخ بہاء الدین انصاری کا نام ملتا ہے۔ ۱۹؍محرم ۸۵۳ھ کو بغداد شریف میں وصال فرمایا۔ مزار مبارک بغداد شریف میں واقع ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ بہاء الدین شطاری رضی اللہ عنہ

ولادت وتربیت:

آپ کی ولادت ۸۲۱ھ کو قصبہ جنیر (پنجاب) میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام حضرت ابراہیم بن عطاء اللہ انصاری شطاری رضی اللہ عنہ ہے۔ علمِ دین کو مکمل طور پر حاصل کیا۔ بڑے کامل اور صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کا شمار اپنے وقت کے اجلہ علما میں ہوتا تھا۔ بڑے صاحبِ حال اور جامع کمالات وکرامات بزرگ تھے۔

بیعت وخلافت:

حضرت شیخ احمد جیلانی رضی اللہ عنہ نے زیارتِ حرمین شریف کے موقع پر خاص حرم شریف میں آپ کو بیعت وخلافت سے نوازا۔

تصنیف:

آپ کی ایک کتاب ''رسالۂ شطاریہ'' کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں قرب الٰہی حاصل کرنے کے طریقے ذکر کیے گئے ہیں۔ ذیل میں تین طریقے ذکر کیے جاتے ہیں:

[۱] اخیار ہے اور وہ نماز، روزہ، تلاوت قرآن مجید، حج اور جہاد ہے۔ اس طریقے پر چلنے والے طویل سفر طے کرنے کے باوجود بہت کم ہی منزلِ مقصود تک پہنچتے ہیں۔

[۲] اس میں اخلاق ذمیمہ کی تبدیلی، تزکیۂ نفس، تصفیہ دل اور جلائے روح کے لیے مجاہدات و ریاضت کیے جاتے ہیں۔ اس راستے سے منزل مقصود تک پہنچنے والوں کی تعداد پہلے طریقے کی بہ نسبت زیادہ ہے۔

[۳] شطاریہ ہے۔ اس طریقے پر چلنے والے ابتدا ہی میں ان منازل سے آگے نکل جاتے ہیں جن پر دوسرے طریقوں کی بہ نسبت زیادہ عمدہ اور تقرب الی اللہ کے اعتبار سے زیادہ قریب ہے۔

خلفا:

آپ کے چند خلفا ہیں:

(۱) حضرت شیخ محمد بن شیخ ابراہیم ملتانی رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت سید ابراہیم ایرچی رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت شیخ علیم الدین رضی اللہ عنہ۔

وصال:

آپ کو خوشبو سونگھنے پر حال طاری ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں ایک قسم کی خوشبو لے کر آیا۔ اُسے سونگھنے کے بعد آپ وجد میں آئے کہ اسی حالت میں صفر ۹۲۱ھ میں آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار شریف دولت آباد (مہاراشٹر) میں فیض رسانِ عالم ہے۔

عرس شریف:

ہر سال حضور تاج دارِ اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم القادری (زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ، بدایوں شریف) کی سرپرستی میں ۱۹/۱۸ر صفر کو آپ کا عرس شریف بڑے تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ ابراہیم ایرچی رضی اللہ عنہ

ولادت اور تعلیم وتربیت:

آپ کی ولادت ۸۶۵ھ میں بمقام ایرچ میں ہوئی۔آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سید معین عبدالقادر الحسنی ہے۔آپ نے حضرت شیخ علیم الدین محدث رضی اللہ عنہ سے علمِ ظاہر حاصل کیا۔علمِ باطنی کی تکمیل حضرت شیخ بہاء الدین انصاری شطاری رضی اللہ عنہ سے کی۔اور آپ ہی سے شرفِ خلافت حاصل کیا۔

آپ نے درویشوں کی صحبت اور جملہ مشائخ اور خانوادے کی نسبت اوراد واشغال، اذکار و وظائف، تربیت وارشاد کے اصول مکمل طور پر حاصل کیے تھے۔آپ کا رجحان دیگر سلاسل کی بہ نسبت قادریہ سلسلے کی جانب زیادہ تھا، اسی لیے آپ نے حضرت شیخ بہاء الدین شطاری رضی اللہ عنہ سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ ۹۲۰ھ میں سکندر لودی کے عہد میں دہلی تشریف لائے۔ شیخ عبداللہ دہلوی، شیخ عبدالعزیز، مولانا عبدالقادر ودیگر صوفیائے کرام آپ کے فیضِ صحبت سے درجۂ کمال تک پہنچے۔

خلفا:

(۱) حضرت شیخ رکن الدین بن عبدالقدوس گنگوہی، (۲) شیخ عبدالعزیز بن حسن دہلوی، (۳) حضرت شیخ نظام الدین کاکوروی، (۴) حضرت شیخ عبداللہ دہلوی، (۵) شیخ میاں لکھن، (۶) شیخ مولانا عبدالقادر سابون، (۷) شیخ پیارے بن شیخ الاسلام چاند۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وصال اور مزار مبارک:

آپ کا وصال ۵ر ربیع الآخر ۹۵۳ھ میں ہوا۔مزار شریف دہلی میں حضرت محبوبِ الٰہی نظام الدین اولیا رضی اللہ عنہ کی درگاہ کے احاطے میں حضرت امیر خسرو قدس سرہٗ کے پائنتی پیر ضامن نظامی کے حجرے میں کھڑکی کے سامنے واقع ہے۔ ☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ نظام الدین عرف شاہ بھکاری رضی اللہ عنہ

ولادت وتربیت:

آپ کی ولادت ۸۹۰ھ کو قصبہ کاکوری (لکھنؤ) میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت سیف الدین ہے۔آپ نے اپنے والد سے دینی تعلیم حاصل کی۔اس کے علاوہ حضرت سید ابراہیم سے بھی شرف تلمذ رکھتے تھے۔

حضرت مخدوم کئی بار حضرت غوثِ اعظم کی زیارت کا شرف حاصل کر چکے ہیں۔فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے رمضان کے مہینے میں یہ خیال آیا کہ بہت دنوں سے حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت نہیں ہوئی۔تراویح پڑھ کر سو گیا تو دیکھا کہ حضرت غوثِ اعظم تشریف لائے ہیں اور دو صاحبان اور بھی ساتھ ہیں جن میں ایک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ ہیں اور دوسرے صاحب جن پر مستی وذوق شوق کا غلبہ تھا اُن کو مَیں نے نہیں پہچانا تو حضور غوثِ اعظم نے مجھ سے اُن بزرگ کو مصافحہ کرنے کو کہا، فرمایا یہ نظام الدین ہیں جن کے تم مشتاق تھے اور یہی تمہارے کلام کی تعریف کرتے ہیں۔اُن بزرگ نے مجھ سے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ اگر یہ حضرات میرے کلام کی تعریف نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟ لوگ اس کی قدر کیا جانیں، یہ قاری ابراہیم بغدادی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں۔

حضرت قاری محمد شریف فرماتے ہیں کہ جب مَیں اپنے وطن واپس پہنچا تو راستے میں حضرت خواجہ املنگی سے بیان کیا کہ اس سفر میں مَیں نے ایک عظیم بزرگ سے ملاقات کی، جو جامع جمیع صفاتِ ولایت ہیں جسے ادبِ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی اور تقوٰی حضرت امام ابوحنیفہ اور رموز وغموز ونکات، تجدید وقرأت میں مظہرِ سابقین دیکھنا منظور ہو وہ مولانا قاری محمد نظام الدین کو دیکھ لے۔

بیعت وخلافت:

آپ حضرت سید ابراہیم ایرچی رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ آپ اپنی بیعت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مَیں فیروز آباد (یوپی) میں حضرت ابراہیم ایرچی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہوا، پھر کچھ ماہ پیر ومرشد کی خدمت میں رہا۔ روزانہ درس وتدریس فرماتے، احادیث کے درس میں کچھ وقت مجھے بٹھاتے اور مجھ سے ہی نماز کی امامت کرواتے۔ آپ جب اپنے وطن کاکوری واپس ہوئے تو اپنے والد سے سب کچھ دریافت فرمایا۔ والد ماجد بہت خوش ہوئے۔ بمقام چرکھاری میں آپ کو خلافت سے نوازا۔

اولاد:

آپ کے چھ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں تھی۔ صاحبزادوں کے نام اس طرح ہیں:

(۱) حضرت شیخ عالم، (۲) حضرت شیخ سمن، (۳) حضرت حافظ شیخ شہاب الدین عرف شیخ سوندھن، (۴) حضرت شیخ فتن، (۵) حضرت شیخ عبداللہ، (۶) حضرت شیخ خواجہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ارشادات:

☆ میری اولاد میں قیامت تک حافظِ قرآن اور عالمِ دین ہوتے رہیں گے۔

☆ وہ لوگ قابلِ افسوس ہیں جو اپنے اخلاق سے لوگوں کے دلوں کو خوش نہیں رکھتے حالانکہ دلوں کا خوش رکھنا خدا کی خوشنودی کی دلیل ہے۔

تصانیف:

آپ کی چار تصانیف ہیں:

(۱) منہاج (اصولِ حدیث) (۲) معارف (تصوف)، (۳) مدحیاتِ قادری، (۴) تحفۂ نظامیہ۔

وصال:

آپ کا وصال شریف ۸؍ذیقعد ۹۸۱ھ/۱۵۷۲ء کو ہوا۔ آپ کا مزار قصبہ کاکوری محلّہ جھنجھری روزا میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ ضیاء الدین عرف شیخ جیا رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت قصبہ نیوتنی ضلع اُناؤ کو ۹۲۵ھ میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت سید سلیمان بن سلونی عثمانی رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ شیخ جیا کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے خرقۂ خلافت حضرت شیخ نظام الدین شاہ بھکاری سے حاصل فرمایا۔ اور حضرت شیخ سید جمال کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اولاد میں چار صاحبزادے تھے۔ آپ کا وصال ۲۱/رجب ۹۸۹ھ میں قصبہ نیوتنی ضلع اُناؤ میں ہوا۔ مزار مقدس قصبہ نیوتنی ضلع اُناؤ میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ جمال الاولیاء رضی اللہ عنہ

ولادت اور نسب:

آپ کی پیدائش ۹۷۳ھ میں کوڑا جہان آباد میں ہوئی تھی۔آپ کے والد ماجد کا نام حضرت مخدوم جہانیان بن بہاء الدین سالار عالم حنفی تھا۔آپ کے اجداد سلطان شمس الدین التمش کے دور میں عرب سے ہندوستان آئے۔

ایک مرتبہ کسی جنگل سے آپ کا ایک قافلے کے ساتھ گزر ہورہا تھا۔آپ کو اُسی جنگل میں قافلہ رُکنے پر نیند آ گئی۔خواب میں آپ نے حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کی۔حضور ﷺ نے فرمایا'' تم کہیں مت جاؤ، اسی جنگل کو صاف کر کے یہیں رہو۔تمہاری اولاد سے دین کو روشنی ملے گی، اُن میں بڑے بڑے اللہ والے گزریں گے''۔آپ نے وہیں ایک خانقاہ اور مسجد تعمیر کروائی۔اُس علاقے کا نام کوڑا رکھ دیا گیا۔بادشاہ شاہجہاں جب اس خاندان میں مرید ہوا تو اُس نے وہاں شاہجہاں آباد کو آباد کیا، بعد میں یہی شاہجہاں باد جہان آباد کے نام سے مشہور ہو گیا۔

تعلیم:

آپ نے اپنے والد ماجد سے علم حاصل کیا، پھر آپ حضرت قاضی ضیاء الدین عرف قاضی جیا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں رہے۔حضرت قاضی جیا رضی اللہ عنہ نے آپ کو خلافت سے نوازا۔

مدرسے کے بچے آپ کو بہت تنگ کرتے، وہ جمال نہیں بلکہ جمالِ اولیا کہا کرتے تھے۔ایک دن آپ مدرسے سے بھاگ کر ایک غار میں چھپ گئے۔اُستاذِ محترم حضرت شیخ ضیاء الدین نے پوچھا کہ جمال کہاں ہے؟ معلوم ہوا کہ وہ تین دن سے مدرسے سے غائب ہیں۔پیر و مرشد آپ کو ڈھونڈنے نکلے تو دیکھا کہ آپ ایک غار میں بیٹھے رو رہے ہیں۔شیخ نے آواز دی'' جمال کیوں رو رہے ہو؟'' آپ نے فرمایا'' طلبا مجھے تنگ کرتے ہیں، میری ہنسی اڑاتے ہیں، مجھے جمالِ اولیا کہہ

کرآواز دیتے ہیں''۔ شیخ نے ارشاد فرمایا ''میں نے بھی تمہیں جمال اولیا کہا''۔ آپ غار سے باہر تشریف لائے۔ شیخ نے اپنے کپڑے آپ کو عطا کیے۔ اُسی روز سے آپ پر اسرارِ ولایت منکشف ہوئے، طلبہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ بعد میں شیخ نے آپ کو خرقۂ قادری عطا کیا اور اپنے خاص خلفا میں شامل کرلیا۔

خلفا:

آپ کے خلفا کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت سید محمد بن ابوسعید کالپوی رضی اللہ عنہ، (۲) حضرت شیخ یٰسین بن احمد، (۳) حضرت شیخ محمد رشید بن مصطفیٰ جونپوری، (۴) حضرت شیخ لطف اللہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وصال:

آپ کا وصال عید الفطر کی شب ۱۰۴۰ھ میں ہوا۔ مزار شریف قصبہ کوڑا جہان آباد ضلع فتح پور ہسوہ میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ میر محمد کالپوی رضی اللہ عنہ

ولادت ونسب:

آپ کی ولادت ۱۰۰۶ھ میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت ابوسعید بن بہاءالدین ہے۔آپ کے بزرگ ترمذ (عرب) سے ہجرت کر کے جالندھر تشریف لائے۔آپ کے والد سید ابوسعید (قدس سرہ) وہاں سے کالپی تشریف لائے اور وہیں رہنے لگے۔

تعلیم وتربیت:

آپ نے حضرت شیخ محمد یونس اور حضرت عمر ہاجموئی سے دین کی تعلیم حاصل کی، بعد میں کوڑا جہان آباد جا کر حضرت شیخ مخدوم جہانیاں ثانی سے تکمیل فرمائی۔

بیعت وخلافت:

حضرت جمال الاولیا رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آپ نے مقاماتِ سلوک طے فرمائے۔حضرت نے آپ کو اپنے سلسلۂ قادری میں بیعت کیا اور تمام سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔آپ اپنے پیرومرشد سے اکتسابِ فیض کے بعد اُن کی اجازت سے کالپی شریف تشریف لائے اور وہاں درس وتدریس کا آغاز کیا۔ بہت سے لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے۔

اولاد:

آپ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھی۔صاحبزادوں کے نام (۱) حضرت شیخ سید میر احمد رضی اللہ عنہ (۲) حضرت شیخ سید کلبِ عالم (بچپن میں وصال)۔

کرامات:

ایک شخص بہت گناہ گار تھا۔مگر وہ جس درویش کی شہرت سنتا تو اُن کی صحبت میں جاتا۔اُس نے

ایک مرتبہ سوچا کہ کالپی شریف حضرت میر سید محمد قدس سرہ کی بارگاہ میں چلنا چاہیے اور دل میں یہ خیال کیا کہ اگر پہلی بار دیکھتے ہی کیفیت طاری ہوگئی تو مَیں اپنے تمام گناہوں سے توبہ کرلوں گا اور اگر کیفیت طاری نہ ہوئی تو شراب پینا شروع کر دوں گا۔ جب وہ حضرت کی بارگاہ میں پہنچا تو دیکھتے ہی بے ہوش ہوگیا اور کافی دیر تک بے ہوش رہا۔ جب ہوش میں آیا تو تارک الدنیا ہوگیا۔ پھر حضرت نے اُسے ایک جوڑا عنایت فرمایا۔ وہ آپ کے در کا خادم ہوگیا۔

تصانیف:

دائرہ شاہ اجمل الہ آباد میں آپ کے قلمی نسخے موجود ہیں:

(۱) تفسیر سورۂ فاتحہ (عربی)، (۲) تفسیر سورۂ یوسف (۳) کتاب التراویح (۴) رسالہ تحقیق روح (فارسی)، (۵) رسالہ وحدۃ الوجود (عربی)، (۶) ارشاد السالکین (فارسی)، (۷) رسالۃ الغنا (فارسی)، (۸) رسالہ عقائدِ صوفیا، (۹) رسالہ وارداتِ عربی (۱۰) رسالہ عمل ومعمول (فارسی)، (۱۱) رسالہ شغل کوزہ (فارسی)، (۱۲) حقائق ومعرفت (فارسی)، (۱۳) مرتبہ الغناء

خلفا:

(۱) حضرت شیخ میر احمد (۲) حضرت شیخ محمد افضل الہ آبادی (۳) حضرت شیخ عاشق محمد (۴) حضرت شیخ الحاج جنید (۵) حضرت شیخ عبدالحکیم موہانی (۶) حضرت شیخ کمال (۷) حضرت شیخ عبدالمومن اکبرآبادی (۸) حضرت میر محمد وارث نظام آبادی (۹) حضرت شیخ کمال کراکتی (۱۰) حضرت شیخ حاجی ولی محمد (۱۱) حضرت شیخ سید مظفر (۱۲) حضرت حافظ ضیا اللہ بلگرامی (۱۳) حضرت شیخ سید جمال محمد گوالیاری (۱۴) حضرت شیخ عبدالحفیظ بلگرامی۔

وصال:

آپ کا وصال ۲۶ رشعبان ۱۰۷۱ھ میں ہوا۔ مزار شریف کالپی شہر سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ میر احمد کالپوی رضی اللہ عنہ

ولادت و تعلیم:

آپ کی ولادت کالپی شہر میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت میر سید محمد رضی اللہ عنہ ہے۔ ابتدائی تعلیم والد محترم سے حاصل کی اُس کے بعد حضرت سید شاہ افضل بن عبدالرحمٰن سے تعلیم حاصل کی۔

بیعت و خلافت اور مقام:

آپ نے بیعت و خلافت کا شرف اپنے والد حضرت سید میر محمد علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔ آپ کے نگاہ ولایت میں بڑی تاثیر تھی، جس پر نگاہ پڑ جاتی وہ بے خود ہو کر گر پڑتا۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "حضور! میرے دل کی سختی اور تنگی اپنے شباب پر ہے کہ میرا کوئی قریبی رشتہ دار یا لڑکا بھی وصال کر جائے تو حالت گریہ نہیں آ سکتی، اس لیے حضور سے التماس ہے کہ میری اس حالتِ زار پر توجہ فرمائیں"۔ آپ نے اُس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں ہاتھوں میں مضبوطی سے پکڑ کر ہلایا، مگر اُس کی کیفیت بدستور باقی رہی۔ کچھ دیر میں ہی اُس پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور وہ ہائے کی آوازیں نکالنے لگا، وہ رونے لگا، وہ آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوا اور عقیدت مندوں میں شامل ہو گیا۔

تصانیف:

آپ کی کئی تصانیف ہیں:

(۱) جامع الکمال (فارسی)، (۲) شرح اسماالحسنٰی، (۳) شرح بسط العقائد، (۴) رسالہ معارف، (۵) مشاہدۃ الصوفیا، (٦) دیوانِ شعر۔

اولاد:

آپ کے تین صاحبزادے ہوئے:

(۱) حضرت سید شاہ فضل اللہ قدس سرہ، (۲) حضرت سید شاہ سلطان مقصود، (۳) حضرت سید شاہ سلطان محمود۔

وصال: آپ کا وصال ۱۰ر صفر المظفر ۱۰۸۴ھ کو ہوا۔ مزار شریف کالپی شہر میں والدِ ماجد کے قریب ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شیخ میر فضل اللہ کالپوی رضی اللہ عنہ

آپ کی ولادت کالپی شہر میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت میر سید احمد رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ حضرت میر سید احمد کالپوی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ تمام تعلیمی مراحل اپنے والد ماجد کی زیر تربیت حاصل کیے۔

ایک روز آپ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اُنھوں نے کہا کہ ہم لوگوں کے دل دنیا کی محبت میں میں پتھر کے مانند ہوگئے ہیں اور کبھی ہماری آنکھوں میں آنسو نہیں آتے۔ آپ کا نام سن کر ہم یہاں آئے ہیں۔ اُس وقت آپ ایک خط لکھ رہے تھے، آپ نے خط لکھنا بند کر دیا اور اُن کی طرف ایسی توجہ فرمائی کہ وہ لوگ تڑپنے لگے۔ دو پہر بعد جب وہ کچھ ہوش میں آئے تو آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔ اسی طرح بے شمار لوگ تائب ہو کر فیض یاب ہوئے۔

آپ زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت میں ممتاز اور مشائخ میں معزز اور مقبول تھے۔ حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہ اور حضرت شاہ خرم کو خلافت سے نوازا۔

آپ کا وصال ۱۴رذیقعدہ ۱۱۱۱ھ کو ہوا۔ مزار مبارک کالپی شریف میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ مارہروی رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کی ولادت ۲۶/ جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ کو بلگرام میں ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت سیدنا شاہ اُویس قدس سرہٗ ہے۔

شیخ طریقت:

آپ نے سیدنا شاہ فضل اللہ رضی اللہ عنہ کے علم وحکمت اور فضل وکمال کا شہرہ سنا تو آپ کی بارگاہ میں پہنچے۔ حضرت سیدنا فضل اللہ قدس سرہٗ کی نگاہ آپ پر پڑی۔ حضرت نے آپ کو سینے سے لگا لیا اور ارشاد فرمایا ''دریا بہ دریا پیوست- دریا بہ دریا پیوست- دریا بہ دریا پیوست'' اسی جملے نے آپ کو سید العارفین بنا دیا۔

حضرت صاحب البرکات معرفت کی منزلیں طے کرنے کے بعد مارہرہ (ضلع ایٹہ، یوپی) تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور سید الاولیا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ حکم کے مطابق مارہرہ میں سکونت اختیار کر لی۔

حضور غوثِ اعظم سے عقیدت:

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے آپ کو بڑی محبت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سلسلۂ بیعت میں آپ کو پانچ سلاسل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ اور مداریہ میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔ مگر آپ سلسلۂ قادریہ میں ہی بیعت فرماتے۔

مقام ومرتبہ:

نواب فرخ آباد محمد خاں کے درباری شجاعت خاں جو ہر سال حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا سالانہ عرس مارہرہ شریف میں کرتے تھے۔ ایک بار اجمیر شریف گئے اُسی دوران حضور غوثِ اعظم

کے عرس کی تاریخ آ گئی۔ وہ وہاں سے مارہرہ آئے تا کہ حضور غوثِ کا عرس منائیں، شجاعت خاں سرائے میں ٹھہرے۔ اُنھیں وہاں ایک نور نظر آیا جس کی وجہ سے اُن کا دل دنیا سے پھر گیا۔ اُنھوں نے سوچا کہ درویشی اختیار کروں اور حضور صاحب البرکات کو اُس وقت سمجھوں گا کہ وہ مجھے تلاوت کے وقت کچھ کھانے کو دیں۔ جب شجاعت خاں آپ کے در پر پہنچے تو آپ وہاں نہیں تھے۔ آپ اپنے گھر پر تھے، وضو کر کے باہر تشریف لائے، آپ کے ہاتھ میں باجرے کی روٹی اور ساگ گوشت تھا۔ آپ شجاعت خاں کو دیکھ کر مسکرائے۔ شجاعت خاں کانپنے لگے، آپ نے اُنھیں روٹیاں اور سالن عنایت فرمایا اور کہا، تجھے درویشی کی حاجت نہیں، اللہ کی مخلوق بغیر درویشی کے تجھ سے فائدہ حاصل کر رہی ہے۔ آپ کے اس ارشاد سے صاحب تصرف ہونے کا یقین ہو گیا۔

شاعری:

آپ جہاں عربی زبان کے ایک اچھے شاعر تھے وہیں ہندی زبان میں میں بھی دوہے کہا کرتے تھے۔ آپ کا تخلص عربی میں عشقیؔ اور ہندی میں پیمیؔ تھا۔ عربی زبان میں آپ کا لکھا ہوا سلام کافی مقبولیت کا حامل ہے:

یـــا شــفیــع الــوریٰ سلامٌ علیک
یـــا نبـــی الهــدی ســلامٌ عــلیک
خـــاتــم الانبیـــا ســلامٌ عــلیک
سیـــد الاصـــفیـــا ســلامٌ عــلیک
هٰـــذا قـــول غــلامک الــعشــقیؔ
مــنـــه یا مـصـطـفی سـلامٌ علیک

علمی خدمات:

آپ نے کئی کتابیں تصنیف فرمائیں:

(۱) رسالہ چہار انواع، (۲) رسالہ سوال و جواب، (۳) عوارف ہند، (۴) دیوانِ عشقی، (۵) پیم پرکاش، (۶) ترجیع بند، (۷) مثنوی ریاض العاشقین، (۸) وصیت نامہ، (۹) بیاضِ باطن، (۱۰) بیاضِ ظاہر، (۱۱) رسالہ تقصیر، (۱۲) تفسیر سورہ فاتحہ، (۱۳) رسالہ واردات التوحید، (۱۴)

ارشادالسالکین، (۱۵) رسالہ عقائدِ صوفیا، (۱٦) رسالہ معمول، (۱۷) رسالہ اشارہ ہند۔

اولاد:

آپ کے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ صاحبزادوں کے نام:

(۱) حضور شاہ ابوالبرکات آلِ محمد (۲) سید العارفین حضرت شاہ نجات اللہ قدست اسرارہما۔

خلفائے کرام:

(۱) حضرت شاہ ابوالبرکات آل محمد، (۲) حضرت شاہ عبداللہ، (۳) حضرت شاہ مشتاق البرکات، (۴) حضرت شاہ من اللہ، (۵) حضرت شاہ راجو، (٦) حضرت شاہ ہدایت اللہ، (۷) حضرت شاہ روح اللہ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ارشادات:

☆ اللہ کی یاد میں ہر پل رہیں۔

☆ اُن لوگوں سے ہرگز میل جول نہ رکھیں جو دنیا کے کھیل تماشوں میں مشغول رہتے ہیں۔

☆ جہادِ اکبر یہ ہے کہ نفس کے ساتھ لڑتے رہیں۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ/ ۱۷۲۹ء کو ہوا۔ مزار اقدس مارہرہ شریف میں ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شاہ آلِ محمد مارہروی رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کی ولادت ۱۸؍رمضان المبارک ۱۱۱۱ھ کو بلگرام میں ہوئی۔ والد ماجد کا نام حضرت سیدنا شاہ برکت اللہ قدس سرہ ہے۔ آپ نے اپنے والدمحترم سے تعلیم حاصل کی۔ والد ماجد سے شرفِ بیعت وخلافت حاصل کی۔

عبادت وریاضت:

آپ ہروقت یادِالٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ اٹھارہ سال تک ریاضت میں مصروف رہے اور تین سال تک اعتکاف میں رہے۔ آپ صرف جو کی روٹی سے افطار کرتے تھے۔ آپ کے پاس جو بھی شخص آتا تھا اُسے پوری طرح سے شریعت پر چلنے کی ہدایت فرماتے اور اُس کو منزلِ مقصود تک پہنچاتے تھے۔ آپ بادشاہوں اورنوابوں سے کبھی نہیں ملتے تھے۔ نواب نجیب الدولہ، نواب علی محمد خاں، نواب ابوالمنصو رصفدر جنگ وغیرہ نے آپ سے ملنے کی بہت کوشش کی مگر آپ نے فرمادیا کہ فقیر یہیں سے دعا کررہا ہے، آنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نواب بادشاہ بن گیا:

آپ کی خدمت میں کسی بھی نواب یا بادشاہ کو آنے کی اجازت نہیں تھی مگر نواب فرخ آباد احمد خاں غالب جنگ آپ کا بہت بڑا عقیدت مند تھا۔ کئی بار بھگائے جانے پر بھی وہ آپ کی قدم بوسی کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ آپ نے اُس کے حق میں دعا فرمائی، دعا فرمانے کے بعد وہ خوب ترقی کرتا رہا اور بادشاہ بن گیا۔ احمد شاہ غالب جنگ نے ۱۱۸۵ھ میں خانقاہ کی تعمیر کرائی اور ۱۲؍گاؤں کو خانقاہ کے اخراجات کے لیے وقف کردیا۔ ۱۱۸۹ھ میں شاہ عالم نے پانچ اور گاؤں کا نذرانہ پیش کیا۔ مختلف وقت میں ۲۵؍گاؤں سلاطین ونوابین نے بطور نذرانہ پیش کیا۔

اولاد:

آپ کے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔ صاحبزادوں کے نام:

(۱) حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہ، (۲) حضرت سید شاہ حقانی قدس سرہٗ

خلفائے کرام:

چند خلفائے کرام کے نام:

(۱) حضرت سید شاہ حمزہ قدس سرہ (۲) حضرت شاہ ظہور اللہ کشمیری، (۳) حضرت شاہ واصل (۴) حضرت شاہ عبدالہادی (۵) حضرت شاہ شاہباز کمبوہ سنبھلی (۶) حضرت شاہ فقیر اللہ (۷) حضرت شاہ بزرگ مارہروی (۸) حضرت شاہ مکن (۹) حضرت شاہ انور (۱۰) حضرت شاہ رحمت اللہ (۱۱) حضرت شاہ غلام نبی (۹۱۲) حضرت شاہ حفیظ اللہ (۱۳) حضرت شاہ اسرار اللہ (۱۴) حضرت شاہ نادرالعصر (۱۵) حضرت شاہ بیرنگ مجذوب (۱۶) حضرت شاہ رفیق (۱۷) حضرت شاہ شیدا (۱۸) حضرت شاہ بوعلی (۱۹) حضرت شاہ فضل اللہ (۲۰) حضرت شاہ محبوب اللہ (۲۱) حضرت شاہ مفتی جلال الدین (۲۲) حضرت شاہ محمد شاکر۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۶؍رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ کو ہوا۔ مزار شریف درگاہِ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں زیارت گاہ عام وخاص ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شاہ حمزہ عینیؔ مارہروی رضی اللہ عنہ

ولادت اور تعلیم:

آپ کی ولادت مارہرہ شریف میں ۱۴؍ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ کو ہوئی۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت شاہ سید آلِ محمد قادری مارہروی قدس سرہٗ ہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کی۔ والد ماجد کے علاوہ شمس العلما حضرت مولانا محمد باقر سے بھی علم حاصل کیا۔ حکیم عطاء اللہ سے تحصیل طب فرمائی۔ اپنے والد ماجد سے بیعت وخلافت حاصل کی۔

فضائل:

اسد العارفین حضرت سیدنا شاہ حمزہ عینیؔ مارہروی قدس سرہ اخلاقِ نبوت کے پرتو تھے۔ سراپا ادب واحترام، ہمدرد وغم گسار، عرفانِ حق کی منزلوں سے قریب، شریعت کے پاسدار، طریقت کے رازدار، سراپا جمال، خلق کے حاجت روا، اسلامی اقدار کے پاسبان، اللہ کے محبوب اور اطاعت شعار تھے۔ عرفان کی جو منزلیں آپ کو نصیب تھیں اُن کا ادراک تو اہل دل ہی کرسکتے ہیں۔

کمالات:

آپ رات دن یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کی عادات وصفات اپنے بزرگوں کی طرح تھیں۔ جود وسخا، اخلاق ومروت میں آپ کی کوئی مثال نہیں ہے۔ دس سال کی عمر سے آپ تہجد کی نماز کے پابند ہوگئے، اور آخر عمر تک اسی معمول پر قائم رہے۔ آپ کی سخاوت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے والد ماجد کے عرس میں سو اقسام کے کھانوں سے زائرین کی مہمان نوازی کیا کرتے تھے۔ آخری وقت تک پچیس قسم کے کھانے تقسیم ہوتے تھے، جس میں امیر وغریب شاہ وگدا سب شامل ہوتے۔

علمی خدمت:

آپ کو مطالعے کا بہت شوق تھا۔ جس کتاب بھی پڑھتے اول سے آخر تک پڑھتے تھے۔ آپ

کے پاس مختلف موضوعات پر ہزاروں کتابیں تھیں۔اگر کوئی کتاب پوری طرح سے لکھی ہوئی نہیں ہوتی تھی تو اُسے خود اپنے دست مبارک سے لکھ لیتے تھے۔

تصنیفات:

(۱) کاشف الاستار، (۲) فیض الکمال، (۳) مثنوی اتفاقیہ، (۴) قصیدہ گوہر وار اُردو، (۵) رسالہ عقائد۔

ذوقِ شاعری:

آپ ایک صاحب طرز شاعر اور بہترین نثر نگار تھے۔آپ نے کئی کتابیں عربی و فارسی زبان میں لکھی ہیں۔ عینیؔ تخلص فرماتے تھا۔غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی شان میں کہی گئی مشہور منقبت آپ ہی کی لکھی ہوئی ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

بلبل مدح سرئے توام اے رشک بہار — گل روئے سیدِ عالم امکاں مددے
انتظارِ کرم تست من 'عینیؔ' را — اے خدا جو و خدا بین و خدا داں مددے

اولادِ کرام:

آپ کے چار صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔صاحبزادوں کے نام:

(۱) حضرت شاہ ابوالفضل آلِ احمد اچھے میاں قدس سرہ، (۲) حضرت سید شاہ آلِ برکات ستھرے میاں، (۳) حضرت سید شاہ آلِ حسین سچے میاں، (۴) حضرت شاہ سید العلی (آپ کا وصال بچپن میں ہی ہو گیا تھا)۔

خلفائے کرام:

آپ کے مشہور خلفائے کرام کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت شاہ ابوالفضل آلِ احمد اچھے میاں قدس سرہ، (۲) حضرت شاہ مسیح اللہ، (۳) حضرت شاہ علی شیر، (۴) حضرت شاہ حفیظ اللہ، (۵) حضرت شاہ رحیم اللہ، (۶) حضرت شاہ سیف اللہ سحابی، (۷) حضرت شاہ رمضان اللہ، (۸) حضرت شاہ مولوی غلام محی الدین، (۹) حضرت شاہ دیدار علی، (۱۰) حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری وغیرہ۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۴؍محرم الحرام ۱۱۹۸ھ کو ہوا۔مزار مقدس مارہرہ مطہرہ میں واقع ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شاہ آلِ احمد اچھے میاں مارہروی رضی اللہ عنہ

ولادت، اسم مبارک اور القاب:

آپ کی ولادت ۲۸؍رمضان المبارک ۱۱۶۰ھ کو ہوئی۔ آپ کا نام شمس الدین ابوالفضل سید آلِ احمد اچھے میاں لقب شمس مارہرہ ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ ہے۔

تعلیم اور بیعت وخلافت:

اپنے والد صاحب سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیا۔ اور بیعت وخلافت سے سرفراز کیے گئے۔ والد ماجد حضور اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہ کے وصال کے بعد خاندانی دستور کے مطابق مسندِ سجادگی پر رونق افروز ہوئے اور ۳۸؍برس تک اس مسندِ رشد و ہدایت کو زینت بخشی۔ ایک عالم آپ کی نظرِ کیمیا اثر سے فیض یاب ہوا۔ ہزاروں گمراہوں کو ایک نگاہِ ارشاد سے صراط مستقیم پر گامزن کیا۔

عادات ومعمولات:

آپ مقامِ غوثیت پر فائز تھے۔ دن مخلوق کی خدمت وخیر خواہی، طالبان وسالکین کی رہنمائی، مریدین ومسترشدین کی اصلاح وتربیت میں گزرتا اور رات یادِ الٰہی میں گزارتے۔

اہل بدایوں پر خاص نظر کرم:

آپ اپنے مریدین اور عقیدت مندوں پر بہت کرم فرمایا کرتے تھے۔ مگر اہل بدایوں پر خاص نظرِ کرم رہتی تھی۔ آپ کا ارشاد ہے کہ ''بدایوں ہماری جاگیر ہے، یہ جاگیر ہمیں حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عطا ہوئی ہے''۔

بہت سے علما آپ کی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ مگر ان تمام میں حضرت مولانا شاہ عین الحق

عبدالمجید بدایونی علیہ الرحمہ آپ کے مریدِ خاص اور محرم اسرار تھے۔حضرت شاہ عین الحق کو اپنے پیر ومرشد سے بہت محبت تھی۔ زیادہ تر مارہرہ شریف میں ہی رہتے تھے۔حضور شمس مارہرہ آپ سے فرماتے تھے کہ مولوی صاحب اب گھر چلے جایئے۔آپ پیر ومرشد کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چند دن بدایوں میں رہتے، پھر مارہرہ شریف اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ پیر و مرشد مارہرہ شریف حضور اچھے میاں صاحب بھی حضرت مولانا عبدالمجید عین الحق قادری صاحب سے بہت محبت کرتے تھے۔آپ فرماتے ہیں کہ ''اگر روزِ حشر خدا تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا کہ آلِ احمد اچھے میاں دنیا سے میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو؟ تو میں مولوی (حضرت عبدالمجید عین الحق) کو پیش کر دوں گا''۔

تصانیف:

(۱) آئینۂ احمدی (۳۴ جلدیں)،(۲) بیاضِ عمل ومعمول،(۳) آداب السالکین، (۴) مثنوی تصوف،(۵) دیوانِ شعر فارسی،(۶) وصیت نامہ۔

اولاد:

آپ کے ایک صاحبزادی وایک صاحبزادے حضرت سائیں میاں تھے جن کا بچپن میں ہی وصال ہو گیا۔

خلفائے کرام:

آپ کے خلفا کی فہرست بہت طویل ہے۔ چند خلفا کے نام یہ ہیں: (۱) خاتم الاکابر حضرت سید آلِ رسول مارہروی قدس سرہ،(۲) حضرت پیر بغدادی صاحب صاحبزادہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت شاہ خیرات علی نبیرہ سجادہ نشین مخدوم سید شاہ فضل اللہ کالپوی، (۴) حضرت شاہ عین الحق مولانا عبدالمجید قادری بدایونی قدس سرہ وغیرہم۔

وصال:

آپ کا وصال ۱۷ ربیع الاول ۱۲۳۵ھ کو ہوا۔آپ کا مزار مقدس مارہرہ مقدسہ میں حضور صاحب البرکات قدس سرہ کے پہلو میں مرجع انام ہے۔

☆☆☆

حضرت سیدنا شاہ عین الحق عبد المجید قادری رضی اللہ عنہ

ولادت اور تعلیم وتربیت:

حضرت شاہ عین الحق عبد المجید قادری کی ولادت ۱۱۷۷ھ/اپریل ۱۷۶۴ء میں بدایوں میں ہوئی، بحر العلوم حضرت مولانا محمد علی عثمانی بدایونی اور بدایوں کے دیگر اساتذہ سے ابتدائی تعلیم حاصل کی، درسیات کی تکمیل کے لیے لکھنؤ کا عزم کیا، وہاں ملا ذوالفقار علی ساکن دیوہ (جو ملا نظام الدین سہالوی کے مایہ ناز تلامذہ سے تھے) سے علوم وفنون کی تکمیل کی اور سند فراغ حاصل کی۔

درسیات کی تکمیل کے بعد حضرت غوث اعظم کے اشارۂ باطنی پر مارہرہ مطہرہ میں شمس مارہرہ حضرت اچھے میاں قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور اجازت وخلافت سے نوازے گئے، پیرومرشد کی محبت میں ایسے سرشار ہوئے کہ گھر بار کو چھوڑ کر مستقل مارہرہ مطہرہ میں ہی رہنے لگے اور کم وبیش ۳۰ ربرس تک پیرومرشد کی خدمت کی، اس طویل عرصے میں پیرومرشد کی رہنمائی اور سرپرستی میں مختلف ریاضتوں اور مجاہدات کے ذریعے سلوک کے منازل طے کیے۔ بارگاہ مرشد سے ''شاہ عین الحق'' کا خطاب عطا ہوا۔

مقام ومرتبہ:

بانی خانقاہ قادریہ بدایوں حضرت مولانا شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی کی ذات ظاہر وباطن کا مجمع البحرین تھی، آپ کے مرشد گرامی شمس مارہرہ حضرت اچھے میاں مارہروی قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ''سالک کا ظاہر امام ابوحنیفہ جیسا اور باطن حضرت منصور حلاج جیسا ہونا چاہیے اور یہ دونوں صفات مولوی عبد المجید میں نظر آتی ہیں''۔ حضرت شمس مارہرہ کے یہ مبارک الفاظ گویا سند کا درجہ رکھتے ہیں جن سے حضرت شاہ عین الحق کے روحانی مقام ومرتبے کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔

مارہرہ شریف میں آپ نے خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی قدس سرہ کی تعلیم وتربیت کی خدمت انجام دی، خاتم الاکابر کے علاوہ آپ کے تلامذہ میں حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ کشفی اور آپ کے صاحبزادے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی قابل ذکر ہیں۔

شاہ عین الحق عبدالمجید بدایونی کے بارے میں ان کے پیرومرشد حضور شمس مارہرہ فرمایا کرتے تھے کہ ''سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے کہ اگر بروز حشر خدا نے مجھ سے پوچھا کہ نظام الدین دنیا سے میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو تو میں امیر خسرو کو پیش کردوں گا کہ اے پروردگار تیری بارگاہ میں یہ تحفہ لایا ہوں، اسی طرح اگر فقیر سے سوال کیا گیا تو فقیر مولوی عبدالمجید بدایونی کو بارگاہ خداوندی میں پیش کردے گا''۔

شمس مارہرہ کے مرید خاص حضرت حکیم عنایت حسین مارہروی آثار احمدی میں لکھتے ہیں:

''ترجمہ: حبل المتین اور عروۂ وثقیٰ ان کے ہم دست تھی، مقصد اعلیٰ کے رہگذار، فیوض و برکات کے دروازے اپنے اوپر کشادہ کیے، سلوک کے راستہ پر معرفت کا قدم رکھا، اپنے معاصرین واقران میں امتیاز کا چراغ روشن کیا، رتبۂ عشق سے ایسے سرفراز ہوئے کہ جمال شمس مارہرہ میں کمال محویت حاصل ہوئی، شمس مارہرہ کے دربار کی حضوری کا سرمایہ نصیب ہوا، سلوک وفقر کے مراحل طے کرنے کے بعد سلاسل عالیہ کی سند خلافت سے سرفراز ہوئے، شمس مارہرہ کی آپ پر خاص نظر اور خاص عنایت تھی اور یہ بھی نسبت مخصوص رکھتے تھے، چنانچہ شمس مارہرہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ''مولوی عبدالمجید مقام ھل من مزید پر ہیں اور ان جیسا کوئی دوسرا خادم صادق اور یار موافق نہیں''۔ حضور شمس مارہرہ اپنے مکتوبات میں ''افضل العبید مولوی عبدالمجید'' لکھ کر مخاطب فرماتے''۔

خانقاہ قادریہ کی بنیاد اور تلامذہ وخلفا:

۱۲۳۵ھ میں آپ نے بدایوں میں خانقاہ قادریہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ رشد وہدایت جاری کیا ، آپ کے فضل و کمال، زہد و تقدس اور تصرف و کرامات کا شہرہ دور دراز تک پہنچا، تشنگانِ بادۂ طریقت جوق درجوق حاضر ہوئے اور بادہ توحید سے شادکام ہوئے۔ آپ کے خلفا میں مولانا شیخ معین فتح پوری، مولانا سیّد شرف الدین شہید دہلوی اور آپ کے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ حضرت خاتم الاکابر سید شاہ آل

رسول مارہروی قدس سرہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں حضرت سید شاہ ظہور حسن اور حضرت سید شاہ ظہور حسین مارہروی رحمۃ اللہ علیہما کو حضرت شاہ عین الحق سے اجازت وخلافت دلوائی۔

تصانیف:

آپ کی تصانیف میں علم کلام اور فقہ کے کچھ رسائل کے علاوہ دو کتابیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، یہ دونوں کتابیں آپ نے اپنے پیر ومرشد حضرت شمس مارہرہ کے حکم اور ایما پر تصنیف کیں۔ ایک حضور غوث اعظم کے ملفوظات جواہر الرحمٰن کا فارسی ترجمہ اور شرح ''مواہب المنان فی شرح جواہر الرحمٰن''، دوسری سیرت طیبہ کے موضوع پر ''محافل الانوار فی احوال سید الابرار''، آخر الذکر کتاب اردو میں سیرت طیبہ پر لکھی جانے والی اولین کتابوں میں سے ایک ہے، یہ کتاب ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۸۱۵ء میں تالیف کی گئی، کتاب کو بارہ محفلوں ترتیب دیا گیا ہے، جس میں ولادت سے لے کر وصال تک مکمل سیرت کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

وصال مبارک:

حضرت شاہ عین الحق عبد المجید کا وصال پچاسی سال تین ماہ عمر میں ۱۷رمحرم الحرام بروز منگل بوقت فجر ۱۲۶۳ھ مطابق جنوری ۱۸۴۷ء کو ہوا، آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی آپ کے جانشین بنے اور سلسلہ رشد وہدایت قائم فرمایا۔

حضرت شاہ عین الحق عبد المجید کے علمی اور روحانی فیوض وبرکات سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔ آپ کا روحانی فیض آج بھی جاری وساری ہے، آپ کی قائم کردہ خانقاہ قادریہ اپنے اکابر واسلاف کے طریقے پر عمل پیرا ہو کر رشد وہدایت اور خدمت خلق میں مصروف ہے۔

☆☆☆

سیف اللہ المسلول حضرت مولانا شاہ فضل رسول قادری رضی اللہ عنہ

ولادت، تعلیم وتربیت:

آپ کی ولادت ماہ صفر المظفر ۱۲۱۳ھ/۱۷۹۸ء میں ہوئی آپ کا تاریخی نام ''ظہور محمدی'' ہے۔ حضور اچھے میاں نے آپ کا نام ''فضل رسول'' رکھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے جد امجد مولانا عبد الحمید قادری علیہ الرحمہ سے حاصل کی گیارہ برس کی عمر میں آپ لکھنؤ تشریف لے گئے وہاں اپنے وقت کے جید عالم علامہ نور الحق قدس سرہ سے تکمیل کی۔ پھر حضور اچھے میاں کے حکم سے علم طب کی تحصیل کے لئے حکیم ببر علی موہانی کے پاس گئے، تکمیل علوم کے بعد اپنے والد اور مرشد برحق شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی قدس سرہ کے حکم سے اپنے آبائی ''مدرسہ محمدیہ'' کو ''مدرسہ قادریہ'' کے نام سے موسوم کر کے درس وتدریس میں مصروف ہوئے۔

غوث اعظم سے محبت:

آپ کو غوث اعظم کی ذات سے دیوانگی کی حد تک محبت والفت تھی ۱۲۷۸ھ میں جب بغداد شریف آستانۂ غوث اعظم پر حاضر ہوئے تو نقیب الاشراف حضرت سید علی قدس سرہ العزیز خود دروازے پر تشریف لائے اور اپنی مسند مبارک پر اپنے پہلو میں بٹھایا۔

بیعت وخلافت اور اجرائے سلسلہ:

آپ اپنے والد ماجد کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے، والد ماجد نے تمام سلاسل کی اجازت سے بھی نوازا۔ کبھی آپ پر جذب کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اس حالت میں اکثر وقت تنہائی میں جنگلوں میں گزار دیتے تھے۔

علمی خدمات:

قدرت نے آپ کو قلمی صلاحیتوں سے بھی نوازا تھا آپ نے مختلف موضوعات پر متعدد

کتابیں تصنیف کیں۔آپ نے اعتقادیات،درسیات،علم کلام،فقہ وتصوف اور طب میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

(۱)سیف الجبار(۲)المعتقد المنتقد (۳)فوز المومنین بشفاعۃ الشافعین (عقیدۂ شفاعت) (۴)البوارق المحمدیہ(۵)اکمال فی بحث شدالرحال(زیارت روضۂ رسول)(۶)احقاق الحق وابطال الباطل(۷)تصحیح المسائل (۸)تلخیص الحق(۹)شرح فصول الحکم(۱۰)رسالۂ طریقت (۱۱)فصل الخطاب(۱۲)مولود منظوم (اردو)(۱۳)حرز معظم(فارسی)(۱۴)اختلافی مسائل پر تاریخی فتوی (۱۵)رسالہ درسلوک(۱۶)تثبیت القدمین (۱۷)حاشیہ میر زاہد بر رسالہ قطبیہ(۱۸)حاشیہ میر زاہد بر ملا جلال(۱۹)طب الغریب(۲۰)شرح احادیث ملتقطہ ابواب صحیح مسلم

تلامذہ:

آپ کے تلامذہ کا سلسلہ بہت وسیع ہے جن میں چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) تاج الفحول محبّ رسول شاہ محمد عبدالقادر بدایونی (۲) مولانا شاہ محی الدین بن شاہ فضل رسول قادری بدایونی (۳) مجاہد آزادی مولانا فیض احمد بدایونی (۴) قاضی القضاۃ مولانا مفتی اسداللہ خاں الہ بادی (۵) مولانا عنایت رسول چریاکوٹی(۶) مولانا شاہ احمد سعید دہلوی (۷) مولانا کرامت علی جونپوری (۸) مولانا عبدالقادر حیدرآبادی(۹) مولانا سید اشفاق حسین (۱۰) مولانا خرم علی بلہوری

وصال:

۲ جمادی الاخری ۱۲۸۹ھ میں آپ نے اس دنیائے فانی سے رحلت فرمائی درگاہ قادری بدایوں شریف میں آپ کی آخری آرام گاہ مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆

تاج الفحول حضرت سیدنا شاہ عبدالقادر قادری رضی اللہ عنہ

ولادت اور تعلیم وتربیت:

آپ کی ولادت ۱۷ رجب المرجب ۱۲۵۳ھ/ ۱۸۳۷ء میں ہوئی حضور غوث پاک کے باطنی اشارہ پر آپ کا نام عبدالقادر رکھا گیا تاریخی نام مظہر حق اور لقب' شیخ الاسلام فی الھند' ہے چار سال کی عمر میں آپ کے جد امجد شاہ عین الحق عبد المجید قادری بدایونی نے رسم بسم اللہ خوانی کرائی۔ تعلیم کے ابتدائی مراحل جد محترم اور والد گرامی حضور سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول قادری عثمانی کے زیر سایہ طے کیے۔ اعلی تعلیم استاذ العلما علامہ نور احمد قادری عثمانی اور استاذ مطلق علامہ فضل حق خیر آبادی سے حاصل کی۔ اپنے والد گرامی کے زیر نگرانی سلوک کے منازل طے کیے۔ تصوف وسلوک کی منزلیں طے کرنے کے بعد والد ماجد نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

غوث اعظم سے محبت:

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی الفت ومحبت آپ کو ورثے میں ملی تھی درحقیقت آپ فنا فی الغوث کی مقام فائز تھے۔ غوث اعظم کی منقبت میں چار دیوان لکھے۔ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ صفا ومروہ پر عالم بیداری میں غوث پاک نے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔

تصانیف:

حضرت تاج الفحول کی تصانیف میں سے چند کے اسماء درج ذیل ہیں:

(۱) الکلام السدید (عربی) (۲) احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام (عربی) (۳) حقیقۃ الشفاعۃ علی طریق اہل السنۃ والجماعۃ در رد مولوی نذیر حسین دہلوی (۴) تحفہ فیض (فارسی) (۵) مناصحۃ فی تحقیق مسائل المصافحۃ (عربی) (۶) تذکرۂ مشائخ قادریہ (قلمی) (۷) شفا السائل بتحقیق المسائل (۸) سیف الاسلام علی المناع لعمل المولد والقیام (فارسی) (۹) ہدایت الاسلام (در رد روافض) (۱۰) دیوان نعت عربی (۱۱) دیوان نعت ومنقبت (اردو، فارسی)

مشغلہ:

ساری عمر درس و تدریس، تصنیف و تالیف، رشد و ہدایت اور احقاق حق کا مقدس فریضہ انجام دیا۔ آپ کی درسگاہ سے ایک عالم نے فیض حاصل کیا۔ چند کے نام یہ ہیں:

(۱) سید شاہ ابو القاسم حاجی اسماعیل حسن مارہروی قدس سرہ (۱۳۳۰ھ)(۲) سرکار صاحب الاقتدار سیدنا شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہ (۱۳۳۴ھ)(۳) حافظ بخاری سیدنا شاہ عبدالصمد سہسوانی قدس سرہ (۱۳۲۳ھ)(۴) استاذ الاساتذہ علامہ محبّ احمد قادری بدایونی قدس سرہ (۱۳۴۱ھ)(۵) استاذ العلما مفتی عزیز احمد قادری آنولوی ثم لاہوری قدس سرہ (٦) حضرت مولانا عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۴۹ھ)(۷) حضرت مولانا فضل مجید قادری فاروقی بدایونی (۱۳۲۵ھ)(۸) مولانا مفتی حافظ بخش قادری آنولوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۹ھ)(۹) علامہ محمد حسن سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۰۵ھ)

وصال:

۱۷؍ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ/ ۱۹۰۱ء میں آپ کا وصال ہوا۔ درگاہ قادری بدایوں میں اپنے والد ماجد سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری قدس سرہ کے پہلو میں دفن ہیں۔

☆☆☆

حضرت سیدنا ومولانا شاہ عبدالمقتدر قادری رضی اللہ عنہ

ولادت، اسم مبارک اور تعلیم وتربیت:

آپ تاج الفحول محبّ رسول مولانا عبد القادر قادری بدایونی قدس سرہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ۱۱ر جمادی الاخری ۱۲۸۳ھ/ ۱۸۶۶ء بروز پیر پیدا ہوئے۔ آپ کے جدامجد سیف اللہ المسلول نے مطیع الرسول محمد عبدالمقتدر نام رکھا۔ تاریخی نام ''غلام پیر'' اور لقب سرکار صاحب الاقتدار ہے۔ مولانا حکیم سراج الحق قادری علیہ الرحمۃ نے رسم تسمیہ خوانی ادا فرمائی۔ مکمل تعلیم استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد قادری اور تاج الفحول شاہ عبدالقادر قادری بدایونی سے حاصل کی۔ اپنے والد گرامی تاج الفحول محبّ رسول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی علیہ الرحمۃ کے مرید و خلیفہ تھے۔

مقام ومرتبہ:

تاج الفحول شاہ عبدالقادر قادری بدایونی اکثر فرمایا کرتے تھے:

''مولانا صاحب میرے شاگرد اور مرید ہیں، لیکن ان کی شان یہ ہے کہ کاش! میں ان کا مرید ہوتا''۔

بیعت وخلافت:

جمادی الاخری ۱۳۱۹ھ میں علمائے کرام اور مشائخ کی موجودگی میں رسم سجادگی ادا ہوئی۔ نور العارفین ابوالحسین احمد نوری قدس سرہ نے خرقہ مبارک پہنایا اور نذر پیش کی۔

عادات اور مشغلہ:

انتہائی خلیق، منکسر المزاج اور عابد وزاہد تھے۔ عبادت وریاضت، درس وتدریس اور دیگر دینی مشاغل کی بنا پر تصنیف وتالیف کی جانب زیادہ توجہ مبذول نہ کرسکے۔ ایک ضخیم تفسیر تفسیر ابن عباس

کا ترجمہ کیا۔

تلامذہ:

آپ کے چند تلامذہ یہ ہیں:

(۱) تاج العلما سید اولادرسول محمد میاں مارہروی (۲) مفتی اعظم شاہ عاشق الرسول محمد عبدالقدیر قادری بدایونی (۳) مجاہد آزادی مولانا عبدالماجد قادری بدایونی (۴) حضرت سید ارتضا حسین پیر میاں مارہروی (۵) حضرت سید حسین احمد میاں شاہجہانپوری فرزند حضرت مجن میاں قادری جیلانی شاہجہانپوری (۶) محدث اعظم سید محمد اشرفی الجیلانی (۷) حضرت مفتی حسین احمد مفتی ریاست پہاسو (۹) مولانا مفتی حبیب الرحمٰن قادری بدایونی (۱۰) مولانا مفتی ابراہیم قادری بدایونی ابن استاذ العلما مولانا محبّ احمد قادری بدایونی (۱۱) مولانا حافظ عبدالمجید قادری آنولوی وغیرہم۔

وصال مبارک:

۲۵ر محرم الحرام ۱۳۳۴ھ کو نماز فجر میں بحالت سجدہ وصال فرمایا۔

اٹھ گئے سارے پردہ ہائے مجاز — اللہ اللہ مقتدر کی نماز

عید گاہ شمسی میں آپ کے برادر اصغر حضرت عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ درگاہ قادری میں اپنے والد گرامی حضور تاج الفحول کے پہلو میں آخری آرام گاہ بنی۔

☆☆☆

حضرت سیدنا ومولانا شاہ عبدالقدیر قادری رضی اللہ عنہ

ولادت:

آپ کی ولادت ۱۱رشوال المکرّم ۱۳۱۱ھ کومولوی ٹولہ بدایوں میں ہوئی، آپ کی ولادت سے ۲۸برسال قبل آپ دادا سیف اللہ المسلول شاہ فضل رسول بدایونی نے آپ کی پیدائش کی خوش خبری دی اور عبدالقدیر نام رکھا تھا۔ چنانچہ اسی نام پر عقیقہ ہوا بعد میں تاج الفحول نے عاشق الرسول کا اضافہ فرمایا لہٰذا آپ کا پورا نام عاشق الرسول عبدالقدیر ہوگیا۔

تعلیم وتربیت:

جب آپ کی عمر ۸رسال کی ہوئی تو والدمحترم کا وصال ہوگیا برادر اکبر و پیرومرشد سرکار صاحب الاقتدار شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر قادری بدایونی کی آغوش میں تربیت ہوئی۔ علامہ محبّ احمد قادری، مولانا حافظ بخش قادری سے تعلیم حاصل کی۔ بعد میں سرکار صاحب الاقتدار سے تکمیل کی۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ ٹونک اور رامپور گئے۔ وہاں حکیم برکات احمد ٹونکی اور علامہ سید عبد العزیز رامپوری سے پڑھا۔

تدریس:

رامپور سے واپسی کے بعد آپ مدرسہ قادریہ میں درس دینے لگے۔ آپ سے علم حاصل کرنے والے طلبہ کی تعداد کثیر ہے۔ چند حضرات کے نام یہ ہیں:

(۱) شہزادۂ گرامی حضرت سید عادل الگیلانی بغدادی (۲) مولانا فیض الحسن دہلوی (۳) مولانا عبدالحامد قادری بدایونی (۴) علامہ حسرت بدایونی (۵) حضرت مولانا عبدالہادی محمد میاں قادری (۶) تاجدار اہل سنت حضرت مولانا شاہ عبدالحمید محمد سالم القادری (زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف)

بیعت وخلافت:

اپنے برادر اکبر سرکار صاحب الاقتدار شاہ عبدالمقتدر قادری بدایونی کے دست پر بیعت کی۔۱۳۳۳ھ میں سرکار صاحب الاقتدار نے اجازت وخلافت سے نوازا۔

اولاد:

آپ کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔صاحبزادوں کے اسم گرامی یہ ہیں:
(۱) حضرت مولانا عبدالہادی محمد میاں (بھائی جان قبلہ) رحمۃ اللہ علیہ،(۲) حضرت مولانا عبدالمجید محمد اقبال قادری بدایونی، (۳) تاجدارِ اہل سنت حضرت مولانا شاہ عبدالحمید محمد سالم القادری بدایونی سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں۔

غوث اعظم سے محبت:

آپ ہر سال بغداد شریف جاتے تھے،اس کے علاوہ شام،فلسطین اور ایران کا دورہ کیا آپ کو مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصی اور مسجد غوث اعظم (بغداد شریف) میں جمعہ کی نماز پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔غوث اعظم سے بے حد محبت کرتے تھے۔آپ نے ۴۵؍مرتبہ بغداد شریف کی حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ایک سال بیماری کے باعث بغداد شریف حاضر نہیں ہو سکے تو صاحب سجادہ سید طاہر علاء الدین گیلانی علیہ الرحمہ کے خواب میں غوث اعظم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم ہندوستان جاؤ مولوی عبدالقدیر بدایونی علالت کی وجہ سے اس سال ہماری بارگاہ میں حاضر نہیں ہو سکے ان کی عیادت کرو چنانچہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۷۵ھ کو شہزادہ غوث اعظم بدایوں تشریف لائے اور آپ کی عیادت کر کے غوث پاک کا سلام پہنچایا۔اس کے علاوہ جب حضرت عاشق الرسول کا وصال ہو گیا اور آپ کے جانشیں تاجدار اہل سنت شیخ عبدالحمید سالم القادری (زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف) بارگاہ غوثیت میں حاضر ہوئے تو نقیب الاشراف سید پیر ابراہیم گیلانی (جو اس وقت آستانہ قادریہ بغداد شریف کے صاحب سجادہ تھے) نے غوث پاک کے مزار مبارک کا غلاف حضور تاجدار اہل سنت کو عطا کیا اور فرمایا کہ میرے جداعلی غوث اعظم نے (خواب میں) مجھے حکم دیا کہ مولوی عبدالقدیر ہر سال بدایوں سے میرے مزار کے لیے غلاف لایا کرتے تھے اب ان کا انتقال ہو گیا ہے چنانچہ ہماری طرف سے یہ غلاف ان کے مزار کے لیے بھیج دو۔

خدمات:

جب ملک میں ملی اورقومی تحریکات کا آغاز ہوا تو حضرت عاشق الرسول نے تمام اہم تحریکوں میں حصہ لیا،ترک موالات،تحریک خلافت، خدام کعبہ،مسئلہ فلسطین اور بزم صوفیہ جیسی تحریکات میں

اہم کردارادا کیا۔آپ نے ان قومی وملی تحریکات میں قوم وملت کی رہنمائی فرمائی بہت سی قومی وملی کانفرنسیں آپ کی صدارت میں منعقد ہوئیں جن میں آپ نے خطبہ صدارت پڑھا۔

آپ ریاست حیدرآباد کی عدالت عالیہ میں مفتی اعظم کے عہدے پر فائز رہے ۱۹۳۶ء سے سقوط حیدرآباد تک مفتی اعظم حیدرآباد کے عظیم منصب پر رہے۔

وصال مبارک:

۳رشوال المکرّم ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ءکو بروز جمعرات آپ کا وصال ہوا۔آپ کا مزار مبارک درگاہ قادری بدایوں میں اپنے برادر اکبر کے پہلو میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

☆☆☆

حضرت الشیخ عبدالحمید محمد سالم القادری

(زیب سجادہ آستانہ عالیہ قادریہ، دام ظلہ العالی)

ولادت اور تعلیم وتربیت:

آپ کی ولادت باسعادت ۲۶ رشعبان المعظم ۱۳۵۸ھ/ اکتوبر ۱۹۳۹ء میں حیدرآباد دکن میں ہوئی۔ محض آٹھ سال کی عمر میں حافظ عبدالوحید قادری مقتدری سے قرآن کریم حفظ کیا۔ اپنے آبائی مدرسہ قادریہ میں مفتی ابراہیم فریدی سمستی پوری اور مفتی اقبال حسن قادری سے علم کی تحصیل کی۔ بعض کتابیں اپنے والد گرامی حضرت عاشق الرسول شاہ عبدالقدیر قادری مفتی اعظم حیدرآباد سے پڑھیں۔

بیعت وخلافت:

اپنے والد محترم کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور ۱۳۷۷ھ میں عرس قادری کے مبارک موقع پر خلافت سے نوازے گئے۔ ۶ رشوال المکرّم ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء میں مسند سجادگی کو زینت بخشی، اس وقت سے آج تک اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد وہدایت، اصلاح و اِرشاد وابستگانِ سلسلہ کی دینی اور روحانی اور سلسلہ قادریہ کے فروغ کے لیے آپ کی خدمات محتاج بیاں نہیں۔ آپ کے عہد زریں میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی۔ کتب خانہ قادریہ، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر، یہ سب ایسی خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھی جائیں گی۔

غوث اعظم سے محبت:

آپ بھی اپنے اسلاف کی طرح غوث اعظم کے بڑے شیدائی ہیں۔ آپ فنا فی الغوث ہیں۔

۵۰ رسے زائد مرتبہ بغداد شریف کی حاضری سے مشرف ہو چکے ہیں۔غوث اعظم کی منقبت میں بے شمار کلام کہے ہیں جو آپ کی کتاب معراج تخیل وغیرہ میں شائع ہو چکے ہیں۔

اولاد:

آپ کے کل چار صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں ہیں، جن میں سے ایک صاحبزادے بچپن میں ہی انتقال کر گئے۔صاحبزادوں کے نام:

(۱)عالم ربانی شہید بغداد حضرت علامہ الشیخ اُسید الحق محمد عاصم قادری علیہ الرحمہ، (۲) حضرت فضل قدیر (۱۹۷۸ھ کو وصال ہوا) (۳) شہزادۂ گرامی مولانا عبدالغنی محمد عطیف قادری، (۴) شہزادۂ گرامی فضل رسول محمد عزام قادری۔

خلفا:

(۱) عالم ربانی شہید بغداد حضرت علامہ الشیخ اُسید الحق محمد عاصم قادری علیہ الرحمہ، (۲) حضرت خواجہ احتشام الدین قادری بدایونی، (۳) شہزادۂ گرامی مولانا عبدالغنی محمد عطیف قادری، (۴) شہزادۂ گرامی فضل رسول محمد عزام قادری (۵) حضرت الحاج مولانا حکیم ظفر یاب خاں قادری، (٦) حضرت الحاج مولانا پنڈت بشیر الدین صاحب قادری شاہجہاں پوری، (۷) ترجمانِ قادریت حضرت حافظ محمد عبدالقیوم راجی جنیری، (۷) حضرت حکیم نظام الدین صاحب قادری (کراچی، پاکستان)۔

اخلاق وعادات:

اپنے اسلاف کی طرح حضرتِ موصوف نہایت باحیا، خلیق وملنسار اور جیہ ہیں۔آپ سے مل کر ہر شخص مطمئن اور مسرور ہو جاتا ہے۔آپ کو دیکھ کر علمائے حق کی یادوں کے نقوش پردۂ ذہن پر صاف اُبھر کر سامنے آجاتے ہیں۔نمازوں کی پابندی جس میں سنت کا کامل اتباع واہتمام ہوتا ہے۔بزرگانِ دین اور اولیائے کاملین کی روش پر پوری طرح قائم ودائم ہیں۔

رشدوہدایت:

قوم وملت کی فلاح وترقی، مسلک اہل سنت کی نشر واشاعت، احباب سلسلہ کی تعلیم وتربیت اور مشربِ قادریت کا فروغ آپ کی حیات مبارکہ کا مقصد ہے۔آپ تبلیغی ودعوتی اور اصلاحی

خدمات ۵۰ سال سے انجام دے رہے ہیں۔آپ کی شخصیت میں شریعت وطریقت کا حسین سنگم پایا جاتا ہے۔اعلیٰ ظرفی، توازن و اعتدال، صبر وتحمل اور عفو و درگزر آپ کے اعلیٰ ترین اوصاف ہیں۔

خدمات:

ایک مصری عالم کی کتاب کا ترجمہ ''محبت و برکت اور زیارت'' کے نام سے کیا۔نعت و مناقب کے تین مجموعے ''نوائے سروش''، ''معراجِ تخیل'' اور ''مدینے میں'' تاج الفحول اکیڈمی سے شائع ہو چکے ہیں۔نعت ومناقب کے ایک ضخیم مجموعے کا اجرا ابھی اس سال عرس قادری میں ہو رہا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم پر آپ کا سایۂ عاطفت تا دیر قائم رکھے، آمین۔

☆☆☆

اذکار ووظائف (بسلسلۂ قادریہ)

بعد نماز فجر: سبحان اللہ ۳۳/بار، الحمدللہ ۳۳/بار، اللہ اکبر ۳۴/بار۔
کلمۂ شہادت ایک بار، یَا بَاسِطُ ۷۲/بار
یَا عَزِیْزُ یَا اَللّٰهُ ۱۰۰/بار یَا حَیُّ یَا قَیُّوْم ۱۰۰/بار
لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ اَلْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن ۱۰۰/بار

بعد نماز ظہر: سبحان اللہ ۳۳/بار، الحمدللہ ۳۳/بار، اللہ اکبر ۳۴/بار۔
کلمۂ شہادت ایک بار، درود شریف ۱۱/بار
یَا بَاسِطُ ۷۲/بار یَا کَرِیْمُ یَا اَللّٰهُ ۱۰۰/بار
یَا عَزِیْزُ یَا جَبَّارُ یَا مُتَکَبِّرُ ۱۰۰/بار
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ. ۱۰۰/بار

بعد نماز عصر: سبحان اللہ ۳۳/بار، الحمدللہ ۳۳/بار، اللہ اکبر ۳۴/بار۔
کلمۂ شہادت ایک بار، درود شریف ۱۱/بار
یَا بَاسِطُ ۷۲/بار یَا جَبَّارُ یَا اَللّٰهُ ۱۰۰/بار
یَا کَافِی یَا غَنِیُّ یَا فَتَّاحُ یَا رَزَّاقُ ۱۰۰/بار
اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْم واَتُوبُ اِلَیْه ۱۰۰/بار
درود شریف ۱۱/بار

بعد نماز مغرب: سبحان اللہ ۳۳/بار، الحمدللہ ۳۳/بار، اللہ اکبر ۳۴/بار۔
کلمۂ شہادت ایک بار، درود شریف ۱۱/بار
یَا سَتَّارُیَا اَللّٰهُ ۱۰۰/بار یَا مُبِیْنُ یَا خَبِیْرُ یَا هَادِی ۱۰۰/بار
لَا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم ۱۰۰/بار

بعد نماز عشا: سبحان اللہ ۳۳/بار، الحمدللہ ۳۳/بار، اللہ اکبر ۳۴/بار۔

کلمۂ شہادت ایک بار،   درود شریف ۱۱/ بار   یَا بَاسِطُ ۷۲/ بار

یَا غَفَّارُ یَا اَللّٰہُ ۱۰۰/ بار

یَا نُوْرُ یَا بَاسِطُ یَا طَاهِرُ ۱۰۰/ بار

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْم وَاَتُوْبُ اِلَيْه ۱۰۰/ بار

درود شریف ۱۰۰/ بار

نماز کے بعد ان معمولات کے ساتھ اگر دی گئی صورتوں کو بھی ورد میں رکھے تو اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہوگا، وہ جہاں ہمیں آخرت میں انعام دے گا وہیں دنیا میں ہمارے کاموں میں خیر و برکت عطا فرمائے گا۔

(۱) بعد فجر: سورہ یٰسین، (۲) بعد ظہر: سورہ نوح، (۳) بعد عصر: سورہ عم، (۴) بعد مغرب: سورہ واقعہ، (۵) بعد عشا: سورہ ملک

☆☆☆

سلسلۂ قادریہ کے مریدین کے لیے ہدایات

☆ مسلک اہل سنت اور مشرب قادریت پر مضبوطی سے قائم رہیں

☆ بدمذہبوں کی صحبت سے بچیں

☆ حتی الامکان شریعت مطہرہ کی پابندی کریں

☆ پانچوں وقت نماز باجماعت کا اہتمام کریں

☆ قرآن کریم کی تلاوت اور کثرت سے درود پاک کا ورد اپنا معمول بنالیں

☆ شجرۂ قادریہ میں دیے گئے وظائف میں جتنا ہو سکے اس کی پابندی کریں

☆ آپ کی زبان اور ہاتھ سے ہرگز ہرگز کسی کو تکلیف نہ پہنچے

☆ خیال رہے کہ آپ سے حقوق العباد میں کوتاہی نہ ہو

☆ ہر قمری مہینے کی گیارہ تاریخ کو شیخ الکل غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی فاتحہ کا اہتمام کریں۔

☆☆☆

منظوم شجرہ

یا نبی الانبیا یا مرتضیٰ مشکل کشا
یا حسین ابنِ علی یا حضرتِ زین العبا
باقر و جعفر شہِ کاظم علی موسیٰ رضا
یا شہِ معروف کرخی یا سریِ با خدا
یا جنید و شبلی و یا عبدِ واحد حق نما
بوالفرح یا بوالحسن یا بو سعیدِ سعد زا
یا حضورِ غوثِ اعظم بادشاہِ اولیا
عبدِ رزاق و ابو صالح شہِ اہل صفا
یا محی الدین یا سید علی موسیٰ حسن
احمدِ جیلی بہاء الدین دُرّ بے بہا
سید ابراہیم یا شیخِ بھکاری یا جیا
یا جمالِ اولیا سید محمد با صفا
سید احمد شاہ فضل اللہ یا پیر ہدیٰ
برکت اللہ حضرتِ آل محمد با صفا
شاہ حمزہ آلِ احمد شمسِ دیں قطب الوریٰ
عینِ حق فضلِ رسول و مظہرِ حق حق نما
شاہِ عبدالمقتدر محبوبِ حق عبدالقدیر
پیر سالم خادمِ سجادۂ غوث الوریٰ
عزتِ دارین حاصل ہو دعا ہو یہ قبول
یا الٰہی خاتمہ بالخیر فرمانا مرا

☆☆☆

دعائیہ شجرہ

اے خدا کر فضل ختم الانبیا کے واسطے
سید کل شافع روزِ جزا کے واسطے

دین اور دنیا کی میری کھول دے سب مشکلیں
حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کے واسطے

ہر بلا و رنج و آفت سے مجھے محفوظ رکھ
اے خدا حضرت شہیدِ کربلا کے واسطے

اے خدا اپنی عبادت میں بسر کر میری عمر
حضرت عابد شہِ زین العبا کے واسطے

پار کر دریائے غم سے اے مرے مولیٰ مجھے
حضرت باقر امام الاصفیا کے واسطے

صدق ایماں یا الٰہی کر میرے دل کو عطا
حضرت صادق شہِ صدق و صفا کے واسطے

درگزر فرما میرے عصیاں سے اے میرے کریم
حضرت کاظم شہِ حلم و حیا کے واسطے

دونوں عالم میں عطا فرما مجھے اپنی رضا
یا الٰہ العالمیں حضرت رضا کے واسطے

اے خدائے دو جہاں دے مجھ کو اپنی معرفت
خواجۂ معروف کرخی پیشوا کے واسطے

میرے دل کو یا الٰہی مخزن اسرار کر
حضرت خواجہ سرّی رہنما کے واسطے

کر جنودِ احمدی میں مجھ کو شامل اے میرے خدا
شاہِ دین حضرت جنید مقتدیٰ کے واسطے

احتیاجِ دو جہاں سے دے مجھے یا رب غنیٰ
شیخ شبلی حامی ہر بے نوا کے واسطے

رنج و غم میں پھنس رہا ہوں مجھ پہ اپنا فضل کر
عبد واحد صاحب فضل و عطا کے واسطے

شاد رکھ مجھ کو الٰہی اور میرے احباب کو
حضرت بوالفرح شاہِ خوش لقا کے واسطے

چشمِ باطن کو میری یا رب دکھا حسن ازل
بوالحسن کے حسن روئے دل ربا کے واسطے

یا الٰہی دے سعادت تو مجھے دارین کی
بو سعید حاجی راہِ بقا کے واسطے

ہوں میں بے کس یا الٰہی سن میری فریاد کو
غوث اعظم بادشاہِ اولیا کے واسطے

مجھ کو بھی حصہ عطا کر اپنے خوانِ لطف سے
عبد رزاق شہِ اہل ہدیٰ کے واسطے

یا الٰہی دے صلاح دین و دنیا تو مجھے
شاہِ بو صالح شہ با اتقا کے واسطے

مار کر عشق نبی میں زندہ جاوید کر
مجھ کو محی الدین شہ حاجت روا کے واسطے

پستی ذلت سے مجھ کو اوج عزت تک بٹھا
اے خدا سید علی ذوالعلی کے واسطے

کر تجلی سے میرے دل کو بھی بےخود اے خدا شاہِ موسیٰ شمع طور ارتقا کے واسطے
نورِ تقویٰ سے منور کر الٰہی میرا دل حضرت سید حسن مہر سخا کے واسطے
گور کو پُرنور فرمانا میری اے میرے رب سید احمد ماہِ برج ارتضا کے واسطے
عشق احمد میں خدا سدا مجھے سرشار رکھ شاہِ احمد مست جام ارتضا کے واسطے
گوہر ایماں سے یارب دامن دل کو میرے بھر بہا الدین دُرِّ بہا کے واسطے
یا الٰہی مجھ کو کر دے بادہ خلت سے مست سید ابراہیم محو کبریا کے واسطے
یا الٰہی دو جہاں کی نعمتیں اب مجھ کو تو دے بھکاری ملجۂ شاہ و گدا کے واسطے
رنگ عصیاں سے مرا آئینۂ دل صاف کر یا الٰہی حضرت قاضی جیا کے واسطے
دیدۂ دل کو ہمارے دکھا اب اپنا جمال اے خدا شاہِ جمال اولیا کے واسطے
ذلت دنیا و عقبیٰ سے بچا لے مجھ کو تو اے خدا سید محمد خوش ادا کے واسطے
گور کو پرنور فرمانا مری ائے میرے رب سید احمد ماہ برج اجتبا کے واسطے
اپنے فضل ولطف سے ہر دم مجھے مسرور رکھ شاہ فضل اللہ شاہِ اتقیا کے واسطے
دیں و دنیا میں مجھے برکت دے اے میرے خدا برکت اللہ صاحب تاج و لوا کے واسطے
یاالٰہی کھو دے میرے دل سے رنگِ بےخودی حضرت آل محمد با خدا کے واسطے
مجھ کو یا رب تو غم دارین سے آزاد کر شاہ حمزہ زینت ارض و سما کے واسطے
اچھے کاموں کی سدا یارب مجھے توفیق دے آل احمد شمس دینِ مصطفیٰ کے واسطے
یا الٰہی مجھ کو دے جام حقیقت کا نشہ عین حق حق دینِ حق وحق نما کے واسطے
یا الٰہی مجھ کو کر دے مست عشق احمدی شاہ دیں فضل رسول مقتدیٰ کے واسطے
یا الٰہی خاتمہ بالخیر فرمانا میرا عبد قادر عاشق غوث الوریٰ کے واسطے
یا الٰہی اقتدار دین و دنیا کر عطا شاہ عبدالمقتدر قدرت نما کے واسطے
یا الٰہی قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا قادری دولہا قدیر باصفا کے واسطے

یا الٰہی بلبل باغ شہ جیلاں بنا
پیر سالم غوث کے نغمہ سرا کے واسطے

☆☆☆